Regd. No. P. 67 PHONE: 35

از دفتر وکیل المال

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی تعلیمی اور تربیتی ترجمان

حضرت مسیح موعود نمبر

18th, A M A N 1350 H. S.

18th, MARCH 1971

زرِ اشتراک
سالانہ .... ۱۰ روپے
ممالکِ غیر .... ۲۰ روپے

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

شبیہ مبارک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

مدیر اعلیٰ
محمد حفیظ بقاپوری
نائب مدیر
خورشید احمد انور

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۲۰ - شمارہ ۱۱
۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ | ۱۸ر امان ۱۳۵۰ ہش | ۱۸ر مارچ ۱۹۷۱ء

"اے مظفر تجھ پر سلام"

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ریکارڈ کی رُو سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس دن امرِ الٰہی کے مطابق جماعتِ احمدیہ کی عملی بنیاد رکھی یعنی سلسلہ بعیت کا آغاز فرمایا وہ ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ ہجری مطابق ۲۲ر مارچ ۱۸۸۹ء بروز جمعہ تھا۔ جماعت احمدیہ اس روحانی سلسلہ کی بنیاد رکھی جانے کی یاد ہر سال تازہ کرتی ہے۔ اور تقریباً ہر جگہ ایسے جلسے منعقد کرکے اس تاریخی دن کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا دعویٰ مسیح موعود قرآن و حدیث کے پختہ حوالوں اور قدم قدم پر تائیداتِ سماوی اور نصرتِ الٰہی پر مبنی ہے۔ سورت فاتحہ میں منعم علیہم کے گروہ میں شامل ہونے کی دعا اور اس کی قبولیت۔ سورتِ نور کی آیتِ استخلاف میں خلافتِ حقہ کا اجراء اور سورتِ جمعہ میں وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں مذکور وعدۂ الٰہی یہ سب قرآنی اشارے واضح رنگ میں اس زمانہ کے مصلح اور مسیح موعود و مہدی معہود کے ظہور کو ظاہر کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ ساتھ خود زبانِ نبوی سے یہ مژدہ بتاکید سُنا دیا گیا ہے کہ مسیح موعود بالیقین نزول فرما ہوں گے اور ان کے ذریعہ سے دینِ اسلام کو پھر سے سربلندی حاصل ہوگی۔ اور فارسی الاصل جواں مردوں کے ذریعہ ثریا پر گیا ہوا ایمان پھر سے لوگوں کے دلوں میں تازہ کر دیا جائے گا۔

نہ صرف یہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہر امتی کو یہاں تک تاکید فرمائی کہ
مَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَلْیَقْرَأْهُ مِنِّی السَّلَامَ۔
(مستدرکِ حاکم بحوالہ حجج الکرامہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو مسیح موعود کو پائے وہ میری طرف سے اُسے سلام پہنچائے ـــــ اب یہ کام ہر اس مسلمان کا ہے جو پیارے نبیؐ کا کلمہ پڑھتا ہے کہ وہ حالات کا صحیح رنگ میں جائزہ لے اور وقت کی ضرورت پر نظر کرے۔ امتِ محمدیہ کی خستہ حالی کے بعد اس کی سربلندی کا خیال کرے اور اس جماعت میں اپنے تئیں شامل کرنے کے لئے تیار ہو جائے جس کے امام موعود مسیح اور مہدی آخر الزمان ہیں۔ اور اپنے قول اور عمل کے ساتھ پیارے نبی کے ارشاد کی تعمیل میں اس فارسی الاصل جواں مرد کو اُس سلام کا تحفہ پہنچانے میں جلدی کرے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہ ہوگی کہ ایک طرف تو حُبِّ رسول اللہ کا دعویٰ اور آپؐ کی پاک امت کا فرد ہونے کا اظہار اور دوسری طرف حضورؐ کی بات پر ایسی سرد مہری کہ حضورؐ کی طرف سے سلام پہنچانے کا وقت آیا تو مَا عَمَدُوْا کَفَرُوْا بِهٖ کا مظاہرہ کرنے لگے!!

ـــــــ ❖ ـــــــ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسیح موعود کو سلام پہنچانے کا پیغام کوئی معمولی بات نہیں بلکہ اس میں بڑے ہی لطیف پیرایہ میں اس موعود کی نمایاں کامیابی اور اپنے مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کی طرف واضح اشارہ ہے اور اُن شدید مخالفتوں کے وقت میں ہر طرح صحیح سلامت رہنے کی بشارت ہے جو اس مقدس وجود کے ظہور کے وقت سر نکالنے والی اور اپنی عنادی طاقتوں کے ساتھ بڑے زور و شور سے اُٹھنے والی تھیں۔ دوسری طرف خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے مسیح موعود علیہ التحیۃ والسلام کو بھی براہِ راست اس کامیابی اور سلامتی کی بشارت دی۔ اور اپنے پاک الہام سے نوازتے ہوئے فرمایا:-

"اے مظفر تجھ پر سلام"

یہ الہام اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی طویل اور مفصل عظیم الشان پیشگوئی کا ایک حصہ ہے جو بجائے خود ایک عظیم خوشخبری پر مشتمل ہے۔ اس پانچ حرفی مختصر الہام کا ایک ایک لفظ خدائے قادر و توانا کی قدرت اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اُس کی محبت و رحمت اور قُربت کا زبردست نشان ہے۔ اس جملہ کے پہلے لفظ "مظفر" کے خطاب میں اُن نمایاں کامیابیوں کی طرف اشارہ ہے جو آپؑ کو اپنے زمانہ کے مخالفین پر حاصل ہونے والی تھیں۔ اور الہام کے دوسرے دعائیہ حصہ "تجھ پر سلام" میں اس خادمِ ملت کے آقا و مطاع کے بھیجے گئے تحفۂ سلام سے گہری مطابقت ہے۔ اس طرح خدائے قدوس اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی متفقہ محبت اور شفقت اور قریبی تعلق کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

ـــــــ ❖ ـــــــ

روحانی سلسلہ کی مخالفت بھی اس کی صداقت کا زبردست نشان ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ۔
(سورۃ انعام۔ آیت ۱۱۳)

اور ہم نے عام اور خاص لوگوں میں سے سرکشوں کو اسی طرح ہر اک نبی کا دشمن بنا دیا۔ ان میں سے بعض دوسروں کو دھوکا دینے کے لئے ان کے دلوں میں بُرے خیال ڈالتے ہیں جو محض ملمع کی بات ہوتی ہے۔ اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ پس تو اُن کو بھی اور ان کے جھوٹ کو بھی نظر انداز کر دے۔

آیتِ کریمہ کے الفاظ وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْهُ میں اُسی بات کو بیان کیا گیا ہے جس کی طرف اس وقت ہم اشارہ کر رہے ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کی سُنت یہی ہے اور اس کی حکمتِ کاملہ اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ صادقوں کی صداقت اس طرح بھی ظہور پذیر ہو اور بموجب تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِهَا اندھیرے کے ذریعہ روشنی اور نور کی اور رات کے ساتھ دن کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ سچ ہے ؎

گر نہ باشد در مقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس چہ دانستے جمالِ شاہدِ گلفام را

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کا ذکر فرماتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا:-

"دشمن کی دشمنی بھی ایک وقعت رکھتی ہے۔ ہزاروں شہدے، فقیر پھرتے ہیں مگر کوئی ان کو نہیں پوچھتا۔ اور نہ ان کا مقابلہ کرتا ہے۔ مگر ہمارے مقابلہ میں ہر قسم کے حیلے کئے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک پہلو سے کوشش کی جاتی ہے کہ ہم کو نقصان پہونچایا جائے اور اس مقابلہ کے لئے ہزاروں روپیہ بھی خرچ کر چکے ہیں۔ ان کی مخالفت بھی ان نشانات کا جو ظاہر ہو رہے ہیں ایک (ثبوت) بن جاتی ہے۔" (الحکم ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

ـــــــ ❖ ـــــــ

مصلحِ ربّانی کی مخالفت تو امرِ لازم ہے وجہ یہ کہ ہر زمانہ کا مصلح اُسی وقت آتا ہے جب فساد کی وجہ سے اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ بگڑے مزاجوں کو درست کر لینے کی تعلیم دیتا اور لوگوں کو اپنے طور طریق بدلنے کی تلقین کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی تعلیم عام لوگوں کے مزاج کے خلاف ہوتی ہے تب مخالفت کا بیج دلوں میں اندر ہی اندر پھوٹنے لگتا ہے۔ اور یہ مخالفانہ جذبہ آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ دوسری طرف مصلحِ ربانی کی تدریجی ترقی بھی مخالفین کی آتشِ حسد کو بڑھا دیتی ہے۔ تب حسد اور بُغض کی چنگاری سلگنے لگتی ہے۔ بالآخر یہی لوگ شدید مخالفت پر

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۹ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۵ر امان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں حضرت ناظر صاحب خدمتِ درویشان کی طرف سے ۱۱ر امان کی بذریعہ تار اطلاع مظہر ہے کہ ـــ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بسرعت بہتر ہو رہی ہے ـــ علاوہ ازیں ہفتہ زیرِ اشاعت بذریعہ ڈاک جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں درج ذیل ہیں:-

ربوہ ۷ر امان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایکسرے گزشتہ جمعرات (۴ر امان) کو پھر لیا گیا جس سے پتہ چلتا تھا۔ کہ ریڑھ کی ہڈی کے جو ٹکڑے دب گئے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مندمل ہو گئے ہیں۔ یہ ایکسرے لاہور اور راولپنڈی برائے طبی مشورہ بھجوائے گئے۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سرجن میوہسپتال لاہور اور ڈاکٹر کرنل محمود الحسن صاحب نے ایکسرے دیکھ کر یہی خیال ظاہر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہڈیاں معمول کے مطابق مندمل ہوئی ہیں۔ ڈاکٹروں کی رائے میں ابھی چار ہفتہ مزید کچھ احتیاط ضروری ہے۔ تاکہ ہڈیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکمل طور پر پختہ ہو جائیں۔

(باقی دیکھیں ص۱۹ پر)

ملفوظات

تم سچّے دل اور پورے صدق سے خدا کے دوست بنو !

تا

وہ بھی تمہارا دوست بن جائے

حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اپنی جماعت کو اخلاقی تعلیم

مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبّر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیّت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اُوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دُنیا سے دِل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کیلئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صُبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تُم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تُم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خُدا سے ڈرو اور خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کیساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے، کیا تُم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرّہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دُور کر دیگی۔ اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبّر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائیگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تُم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچّے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل کرو۔ تاکہ تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی کو چھوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اُن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے مُنہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر خدا تم سے راضی ہو تو تم باہم ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اُس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قُدّوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبّر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اُسکے نام کیلئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کُتوں یا چیونٹیوں یا گدھوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اُس سے دُور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کیلئے آگ میں ہے، آگ سے نجات دیا جائیگا وہ جو اس کیلئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اُس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پُورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں اور بچوں اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تُم پر رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے ؛

کشتی نوح صفحہ ۱۰۔۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء

ملفوظات

تم سچّے دل اور پورے صدق سے خدا کے دوست بنو!

تا

وہ بھی تمہارا دوست بن جائے

حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کو اخلاقی تعلیم

مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبّر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیّت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حِلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اُوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہوسکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دُنیا سے دِل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کیلئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صُبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تُم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تُم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خُدا سے ڈرو اور خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تُم ریا کاری کیساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے، کیا تُم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دُور کر دیگی۔ اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبّر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائیگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تُم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچّے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل کرو۔ تا کہ تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی کو چھوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے مُنہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر خدا تم سے راضی ہو تو تم باہم ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اُس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدّوس اور غیّور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبّر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اُسکے نام کیلئے غیرت مند نہیں اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتّوں یا چیونٹیوں یا گِدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اُس سے دُور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اُس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اُس کیلئے آگ میں ہے، آگ سے نجات دیا جائیگا وہ جو اُس کیلئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اُس کو ملے گا۔ تم سچّے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں اور بچّوں اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ، تا وہ بھی تمہارا ہو جائے ؎

(کشتی نوح صفحہ ۱۰۔۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

خطبہ جمعہ

حقیقی نجات کیلئے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عرفان کا ہونا ضروری ہے

اور

معرفت کا حصول نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور محبت کے ساتھ وابستہ ہے

ہمیں نجات کے حصول کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا چاہیئے اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانیاں کرتے چلے جانا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۳ فروری ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج میں دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حقیقی نجات کے طالب بنیں اور اس راہ میں ہر قسم کے مجاہدات کرتے چلے جائیں۔ نجات کے معنی دنیا نے درست نہیں سمجھے۔ مثلاً عیسائی سمجھتے ہیں کہ گناہ کے مواخذہ سے بچ جانے کا نام نجات ہے اور اس غلط سمجھ کے نتیجہ میں وہ نجات کے لئے مسیح کے خون اور کفارہ کے عقیدہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ سب ان کی بھول ہے۔

نجات کے حقیقی معنے

اس خوش حالی کے ہیں جس کے نتیجہ میں دائمی مسرت اور خوشی انسان کو حاصل ہوتی ہے اور جس کی بھوک اور پیاس انسانی فطرت میں پیدا کی گئی ہے۔ انسان طبعاً اور فطرتاً خوشحالی کا متلاشی ہے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو اپنے ایک نئے نومسلم جرمن بھائی کے ایک خط کی دیتا ہوں۔ انہوں نے جب ہم فرینکفورٹ میں تھے اس وقت بیعت کی اور اسلام لائے۔ کچھ عرصہ ہوا غالباً دو یا تین ہفتے ہوئے ان کا ایک خط مجھے ملا۔ وہ خط بڑا پیارا ہے۔ اس لئے کہ وہ فطرتِ انسانی کی آواز ہے۔ اس خط میں انہوں نے لکھا کہ دنیا خوش حالی کی تلاش میں سرگرداں پھرتی ہے۔ اور انہیں وہ حاصل نہیں ہوتی۔ میں اسلام لایا تو

اسلام کی حسین تعلیم

کے نتیجہ میں میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ مجھے ساری دنیا کی خوشیاں حاصل ہوگئی ہیں۔ یعنی وہ فطرتی آواز جس کو اسلام لانے سے قبل وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتے تھے اسے انہوں نے سمجھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے ان کا دل اس تصوّر کی وجہ سے لبریز ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام لانے کی جو توفیق دی ہے اس کے نتیجہ میں فطرت کا یہ تقاضا کہ مجھے خوشحالی ہر وقت نصیب رہے۔ پورا ہو گیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

انسان نے مال و دولت اور مادی ترقی میں خوش حالی کی تلاش کی۔ مادی لحاظ سے ترقیات تو اس نے بہت حاصل کرلیں۔ بڑے مالدار بھی ہوگئے۔ لیکن خوش حالی اسے نصیب نہیں ہوئی۔ امریکہ ہے، روس ہے۔ یورپ کی اقوام ہیں۔ مادی لحاظ سے وہ بڑی ترقی یافتہ ہیں۔ بڑی امیر قومیں ہیں۔ ہر قسم کی مادی اور جسمانی سہولتیں انہیں حاصل ہیں۔ ہم میں سے اکثر ان کا تصوّر بھی یہاں نہیں کر سکتے۔ لیکن پھر بھی ان کے دل خوش نہیں۔ اور یہ احساس ان کے اندر پایا جاتا ہے کہ وہ مقصد جسے ہماری فطرت، جسے ہمارے نفس حاصل کرنا چاہتے تھے وہ ہمیں حاصل نہیں ہوا۔ سیاسی اقتدار اور

دُنیا میں غلبہ حاصل کرنے

کی بھی انسان نے کوشش کی اور اس میں اپنی خوشحالی کو سمجھا۔ لیکن امریکہ ہی کو دیکھ لو۔ سیاسی اقتدار اور غلبہ کے نتیجہ میں اس قوم نے خوش حالی تو کیا حاصل کرنی تھی ہزاروں کی تعداد میں اپنے بچّوں کو دُنیا کے مختلف خطوں میں مروا رہے ہیں۔ اور جو چیزیں وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ انہیں حاصل نہیں ہو رہی۔ غرض انسان کی فطرت کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ رکھا ہے کہ وہ ایک ایسی خوش حالی حاصل کرے۔ جس کے نتیجہ میں

دائمی اور ابدی مسرتیں اور لذتیں

اسے حاصل ہوں۔ اس کے لئے اس نے ہمیں تعلیم دی ہے اور اسلام کے ذریعہ ہم پر اس خوش حالی کی راہیں بھی کھول دی ہیں۔

قرآنِ کریم کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ حقیقی خوش حالی جو دائمی مسرتوں کا موجب ہوتی ہے

عرفانِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں

اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت ہی ہے جس کے نتیجہ میں ہمیشہ کی خوشیاں انسان کو مل جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا جب حقیقی علم انسان کو ہوتا ہے تو اس کے دو معنے کئے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات کا اس پر ظہور ہوا اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات کا اس پر ظہور ہوا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات کا کسی انسان پر ظہور ہو تو اس کا دل اپنے رب کے خوف سے کانپ اٹھتا ہے۔ اور حقیقت اس پر آشکار اور نمایاں ہو جاتی ہے کہ خدا کا غضب ایک ایسی آگ ہے جو جلا کے رکھ دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جب

اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات

کا اس پر جلوہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور حسن کی تجلّی اس پر ہوتی ہے تو اس کا دل اپنے رب کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ ان دو جلوؤں کے بعد وہ اپنے رب کو سچّے معنی میں پہچاننے لگ جاتا ہے۔ اور اپنے رب کی قدر جو اس کے دل میں ہونی چاہیئے وہ پیدا ہو جاتی ہے ورنہ دوسروں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ جنہوں نے اس کی ذات۔ اس کے جلال اور جمال کا مشاہدہ نہیں کیا وہ اس کی قدر کو کیا جانیں لیکن جب ایک مسلمان اپنے رب کی جلالی اور جمالی صفات کا اپنی زندگی میں مشاہدہ کرتا ہے اور اس یقین پر قائم ہو جاتا ہے اور اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ اس قادر و توانا کی ناراضگی ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ تو تمام گناہوں سے وہ نجات پا جاتا ہے۔ ہر اس چیز کے کرنے سے اس کی رُوح اور اس کا جسم کانپ اٹھتا ہے۔ جس کے کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔ غرض ایک ہی جلوہ جلالی صفات کا جب ظاہر ہوتا ہے تو

ہر قسم کے گناہوں سے نجات

دلاتا ہے۔ بشرطیکہ معرفت کامل اور حقیقی ہو ادھوری نہ ہو۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے حسن کو انسان دیکھتا ہے تو اس کی محبت سے دل لبریز ہو جاتا ہے۔ اور اس محبتِ الٰہی کے سمندر میں وہ غرق ہو جاتا ہے۔ اور محبت کی آگ جسمانی خواہشات کو جلا کر رکھ دیتی ہے۔ وہ ہر ممکن کوشش (اپنی فکر اور تدبّر اور اپنے عمل سے) کرتا ہے کہ اپنے اس محبوب اور مطلوب کو اور اس کی رضا کو حاصل کرے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ حقیقی لذت اور سرور خدا تعالیٰ کی محبت ہی میں ہے۔ تب وہ نجات پاتا ہے۔ کیونکہ تب اُسے حقیقی اور سچی خوشحالی نصیب ہوتی ہے اور اس کی فطرت کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو ایک لگن لگائی ہے کہ اس کا تعلق پختہ طور پر اس کے پیدا کرنے والے کے ساتھ قائم ہو جائے وہ مقصد اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ پس حقیقی نجات کے لئے معرفت اور عرفان کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب

اللہ تعالیٰ کی صفات کی اور اس کی ذات کی معرفت

اور اس کے جلال اور جمال کے جلوے انسان کو حاصل ہو جاتے ہیں تو وہ گناہ سے اس سے

زیادہ ڈرنے لگتا ہے جتنا اس پیالہ سے جس کے متعلق اسے یقین ہوتا ہے کہ اس کے اندر مہلک زہر گھلا ہوا ہے۔ وہ اس کے قریب نہیں جاتا۔ وہ اس سے ایک قطرہ بھی پینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس طرح ہر اس چیز سے انسان بچتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں یہ پایا جاتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ گناہ سے کلی نجات اسے حاصل ہوتی ہے۔ اور جب وہ

اپنے رب کا پیار

دیکھتا ہے۔ وہ پیار جو اسے اپنی ماں اور باپ سے بھی نہیں ملا تھا۔ اور وہ پیار جو دُنیا کا کوئی پیار کرنے والا شخص یا اشخاص اُسے نہیں دے سکتے تو بس وہ اسی پر فدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی اپنی کوئی مرضی باقی نہیں رہتی۔ وہ اس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ غرض نجات کا تعلق صرف اخروی زندگی کے ساتھ نہیں۔ نجات اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے۔ اور اخروی زندگی میں بھی کسی وقت ختم نہیں ہوتی یعنی اس کی ابتداء تو ہے مگر اس کی انتہا نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک ابدی زندگی اپنے بندوں کے لئے اس دنیا میں مقدر کی ہوئی ہے۔ پس یہ سمجھنا کہ نجات ہمیں دوسری دنیا میں مل جائے گی۔ لیکن اس دنیا میں اس کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوں گے یہ حماقت ہے۔ اسی دنیا میں انسان نجات حاصل کرتا ہے اس دنیا میں وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو کچھ اس طرح پہچان لیا ہے کہ وہ اس کی ناراضگی کو ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور کچھ اس طرح اس نے اس کی معرفت حاصل کرلی ہے۔ اس کے جمال اور اس کے حُسن کو دیکھ لیا ہے کہ وہ اپنی ہر چیز بلکہ اپنے نفس کو بھی اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور اسی میں اس کی ساری لذت ہے۔ اور اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک ذاتی محبت اور پیار اس

پاک اور اعلیٰ اور عظیم ہستی

کے ساتھ اسے ہو جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ اس محبت میں ہی اپنی جنت کو پاتا ہے کسی انعام اور ثواب کا خواہشمند نہیں ہوتا۔ اس دنیا میں ہر قسم کی تلخیاں اس محبوب کے لئے برداشت کرنے کے لئے تیار رہتا ہے وہ اس دنیا میں یعنی اخروی دنیا میں بھی کسی اور ثواب کی وہ خواہش نہیں رکھتا۔ سوائے اس ثواب کے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے جلوے ہر آن اس پر جلوہ گر ہوتے رہیں۔ غرض نجات اس دنیا ہی میں مل جاتی ہے۔ اور اس

نجات کے حصول کے لئے انتہائی قربانیاں اور انتہائی مجاہدات کرنے ہمارے لئے ضروری ہیں اور ہمارے ہی فائدہ کے لئے ہیں۔ اس نجات کے حصول کے لئے کسی اور کے خون یا کسی اور کو صلیب پر چڑھانے کی ضرورت نہیں۔

اپنے نفس کی قربانی

دینی پڑتی ہے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:-

"نہ کوئی خون تمہیں فائدہ پہنچا سکتا ہے سوائے اس خون کے جو یقین کی غذا سے خود تمہارے اندر پیدا ہو۔"

اور حقیقت یہ ہے کہ جب یہ خون ہمارے اندر پیدا ہو جائے اور عرفان کو ہم حاصل کرلیں تو پھر عصیان ہمارے دل کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ سب گند دُور ہو جاتے ہیں۔ سب خوشیاں حاصل ہو جاتی ہیں۔ سب پاکیزگیاں اس گھر کا حصہ بن جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور نعمتوں کے جلوے انسان اپنی زندگی میں مشاہدہ کرتا ہے۔

پس نجات کے لئے معرفت کا حصول ضروری ہے۔ اور معرفت کے حصول کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

نبی اکرمؐ کی کامل اتباع اور محبت

کو بتایا ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قسم کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو کہ آپؐ کی ہر حرکت، اور آپ کے ہر سکون کو نقل کرنے کی خواہش ہر وقت دل میں موجزن رہے۔ یعنی اتباع اسوۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کے لئے انسان تیار ہو جائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان یہ بھی ہے (گو ہم نے حضورؐ کے سارے ہی احکام کی اتباع کرنی ہے) کہ

مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً الْجَاھِلِیَّۃِ۔

دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کی اطاعت ہمارے لئے ضروری ہے، اگر کسی سے رشتۂ محبت قائم رکھنا ہم پر واجب ہے تو صرف اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار کے ساتھ اپنے

اُس فرزند جلیل کا ذکر

فرمایا جو اس آخری زمانہ میں دنیا کی طرف مبعوث ہونے والا تھا آپ کے اس محبت کے اظہار کی وجہ سے ہمارے دل بھی اس عظیم فرزند کے لئے محبت کے جذبات پاتے ہیں اور بڑے شدید جذبات پاتے ہیں۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں بھی اپنے اس فرزند کے لئے ہم عظیم محبت کے جذبات دیکھتے ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے خلفاء کی سُنت کی بھی اتباع کرو۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم آپ کی محبت سے مجبور ہو کر آپؐ کے فرمان کے مطابق

آپ کے خلفاء سے تعلق

رکھیں اور ان سے محبت کا رشتہ قائم کریں۔ اور ان کی سنت کی بھی اتباع کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ اندھیروں کی موت ہمارے نصیب میں ہوگی۔ اور جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ اندھیرے میں ہے اسے اپنی فکر کرنی چاہیئے۔

اصل بات یہ ہے کہ نجات کے حصول کا ذریعہ قرآن کریم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپؐ کے ساتھ انتہائی محبت رکھنا بتایا ہے۔ اگر ہم اس دُنیا میں نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ موقوف ہے کامل معرفت پر۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ معرفت (کامل معرفت جو انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف اور اس کے لئے حقیقی محبت کو قائم کرتی اور اس کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کرتی ہے) تم حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک ایک نمونہ جو کامل اور مکمل اور اعلیٰ ہو تمہارے سامنے نہ رکھا جائے۔ وہ نمونہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے سامنے رکھا گیا ہے اس نمونہ کو سامنے رکھو۔ اس کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو۔ اور کسی صورت میں بھی اس کی اتباع سے باہر نہ نکلو۔ وہ جو کہتا ہے وہ کرو جس رنگ میں وہ عبادت بجا لانے کے طریق بتاتا ہے اور جس طور پر وہ مخلوق کے ساتھ ہمدردی یا حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ اس پر عمل کرو۔ ہر چھوٹی اور بڑی بات میں ہر حال تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرنی ہے۔

پس ایک احمدی کو یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ

ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے

کہ ہم اس خوشحالی کو حاصل کریں جس کے نتیجہ میں دائمی مسرت اور دائمی خوشیاں ملتی ہیں اور جس کی بھوک اور پیاس اللہ تعالیٰ نے ہماری فطرت کو لگا دی ہے اور جس کے لئے عرفان کا حصول ضروری ہے۔ ایسی معرفت جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات (جلالی بھی اور جمالی بھی) انسان پر جلوہ گر ہوتی ہیں جس کے بعد انسان کا دل

خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے۔ یہ خوف کہ کہیں وہ ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ کیونکہ ہم اس کی ناراضگی کو برداشت نہیں کر سکتے اور جس کے نتیجہ میں ہمارا دل اس کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ وہ محبت جو ہر غیر سے ہمیں بے نیاز کر دیتی ہے۔ غیر اللہ کے ساتھ محبت یا اُن کے ساتھ کوئی لگاؤ باقی نہیں چھوڑتی۔ اپنا نفس بھی انسان بھول جاتا ہے۔ تمام انسانی خواہشات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی تڑپ ہوتی ہے جو اس کی جان اور اس کی رُوح بن جاتی ہے اور ذاتی محبت اللہ تعالیٰ کیلئے انسان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم کہتا ہے

کہ نجات اگر تم حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جو کامل اور مکمل اُسوہ ہیں) کی اتباع کرو۔ اور آپ کے لئے حقیقی اور سچی محبت اپنے دل میں پیدا کرو۔ تب خدا تعالیٰ کی محبت پاؤ گے۔ اس کے بغیر نہیں پا سکتے۔ پس ہمیں نجات کے حصول کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا چاہیئے۔ اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانیاں اور مجاہدات کرتے چلے جانا چاہیئے۔ اس دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے کہ ہر خیر اس کے فضل پر منحصر ہے۔ انسان اپنی کسی طاقت یا اپنے کسی عمل یا اپنی کسی قربانی یا کسی ایثار سے خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ نجات کو نہیں پا سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہم پر نازل ہو اور وہ تھوڑے کو بہت سمجھ لے۔ وہ حقیر کو اعلیٰ سمجھ لے۔ وہ ایک ذرّہ ناچیز کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان پکڑلے۔ اور اس ذرّہ ناچیز کے ذریعہ اپنی قدرت نمائی کے سامان پیدا کر دے۔ وہ جو سب قدرتوں والا ہے۔ وہ جو تمام فضلوں اور برکتوں والا ہے۔ وہ اپنے بندے پر فضل اور رحمت اور برکت کی بارش نازل کرنا شروع کر دے۔

نجات اُسی کے فضل پر منحصر ہے

اور اسی کے حصول کو جذب کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کی محبت کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے اور ہمارے لئے عرفان کی راہوں کو ہمیشہ کھولتا چلا جائے۔

حَکَم و عَدَل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روحانی منصب و مقام

اور

اہلِ پیغام کا موقف و انجام

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

(١)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام آپؑ کے اپنے الفاظ میں

مامورِ ربانی و مرسلِ یزدانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام چودھویں صدی کے مجدد، مسیح موعود اور مہدیٔ معہود ہیں جن کو احادیثِ نبوی صلعم میں نبیؐ اور حَکَم و عدل کہا گیا اور آپ پر نازل شدہ الہامات میں بھی آپ کو نبی اور رسول کے نام سے خطاب فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اپنے اس روحانی منصب و مقام کے بارہ میں فرماتے ہیں :-

(ا) —— "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔" (اربعین اول ص٣)

(ب) —— "اور مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص٦٨)

(ج) —— "مَیں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی رکھا۔" (نزول المسیح ص٢)

(د) —— "سو مَیں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر مَیں اس سے انکار کردوں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو مَیں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ مَیں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔"

(آخری خط مورخہ ٢٣ مئی ١٩٠٨ء مندرجہ اخبار عام لاہور ٢٦ مئی ١٩٠٨ء)

(ر) —— "حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اِس امت میں سے ہوگا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم ہوگا۔ یعنی جس قدر اختلاف داخلی اور خارجی موجود ہیں اُن کو دُور کرنے کے لئے خدا اُسے بھیجے گا اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قائم کیا جائے گا۔ کیونکہ خدا اُسے راستی پر قائم کریگا اور جو کچھ کہے گا بصیرت سے کہے گا۔ اور کسی فرقہ کو حق نہیں ہوگا کہ اپنے عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے اس سے بحث کرے۔ کیونکہ اس زمانہ میں مختلف عقائد کے باعث منقولی مسائل جن کی قرآن شریف میں تصریح نہیں مشتبہ ہو جائیں گے۔ اور بباعث کثرت اختلافات تمام اندرونی طور پر جھگڑنے والے یا بیرونی طور پر اختلاف کرنے والے ایک حَکَم کے محتاج ہوں گے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کرے گا۔"

(حقیقۃ الوحی ص١٤٢)

(٢)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین کا مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منکرین کے بارے میں فرماتے ہیں :-

(ا) —— "خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعود کے نام سے بھیجا ہے۔ جو لوگ میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں۔"

(ملفوظات حصہ اول ص١٨١)

(ب) —— "جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری امت میں سے ہی مسیح موعود آئیگا۔" (حقیقۃ الوحی ص١٦٣)

(ج) —— "خدا تعالیٰ نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔"

(اشتہار ٢ مئی ١٨٩٧ء)

(٣)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت کو نصائح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اپنے دعویٔ مہدویت و مسیحیت کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا تو حضورؑ کی تکذیب و تکفیر کا ایک شدید طوفان برپا ہوا۔ مخالفین نہ صرف انکار و تکذیب پر ہی مُصر رہے بلکہ آپؑ اور آپؑ پر ایمان لانے والوں کے خلاف ہر قسم کے فتنے اور فساد پیدا کرنے میں مشغول ہوگئے۔ چونکہ طبائع۔ عقائد اور اعمال کا اختلاف مومنوں اور مخالفوں میں اتحاد نہیں پیدا کر سکتا اِس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ آپؑ کی جماعت کی علیحدہ تنظیم ہو کیونکہ قومی اصلاح اور قومی ترقی کے لئے علیحدہ جماعت اور علیحدہ تنظیم کا ہونا ازبس ضروری ہے جس کے بغیر اصلاح یافتہ فریق اپنی خصوصیات کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ بھی آہستہ آہستہ دوسروں کے اندر جذب ہو کر پھر اُنہی کا حصہ نہ بن جائے۔ اِس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت فرماتے ہیں کہ :-

(ا) —— "اللہ تعالیٰ ایک جماعت الگ بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے منشا کی کیوں مخالفت کی جائے۔ جن لوگوں سے وہ جُدا کرنا چاہتا ہے بار بار اُن میں گھُسنا یہی تو اس کے منشا کے مخالف ہے۔"

(البدر ٢ فروری ١٩٠٣ء)

(ب) —— "صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتحِ عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا دار رُوٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور رُوٹھنا تو خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ تم اگر رَلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ نے جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت اگر الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔"

(الحکم ١٠ اگست ١٩٠٢ء)

(ج) —— "خواہ مخواہ تداخل جائز نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تم ان لوگوں کو بالکل چھوڑ دو۔ اگر وہ چاہے گا تو اِن لوگوں کو خود درست بنا دے گا۔ یعنی وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ خدا نے منہاجِ نبوت پر اس سلسلہ کو چلایا ہے۔ مداہنت سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اپنا حصہ ایمان کا بھی گنواؤ گے۔"

(بدر ١٥ مئی ١٩٠٣ء)

(د) —— مخالف کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارہ میں فرمایا :-

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔"

(اربعین ٣ ص٣٤ حاشیہ)

(ہ) —— مخالفین و معاندین سے رشتہ داری کے تعلقات پیدا کرنے کے بارے میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجّال رکھتے ہیں۔ یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خواں اور تابع ہیں۔ یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔"

(اشتہار ٧ جون ١٨٩٨ء)

(٤)

حَکَم و عَدَل کے ارشادات کی بشاشت سے اطاعت موجبِ برکت و ترقی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے بارے میں جماعت کو تاکیدًا ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

(ا) —— "اب تم خود سوچ لو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو کیا تم نے میرے

پر بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود حَکم و عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حَکم و عدل ہے تو پھر اس کے حُکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنے والے ٹھیرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کافی ہے۔ وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ وہ حَکم و عدل ہوگا۔ اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو پھر کب ہوگی۔ یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہو سکتا کہ ایمان بھی اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں۔ میں اگر صادق نہیں ہوں تو پھر جاؤ اور صادق تلاش کرو۔ .... جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا۔"

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص۱۸ بحوالہ اخبار الحکم ۳ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

نیز فرمایا:-

(ب)—"اور میں اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ یہ امر طریقِ ادب سے دُور ہے کہ مجھے حَکم اور عدل مان کر پھر کوئی قبض دل میں ہو۔"

(اخبار الحکم ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

نیز فرمایا:-

(ج)—"جو شخص مجھے سچے دِل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر حال میں مجھے حَکم ٹھیراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر وہ شخص جو مجھے دل سے قبول نہیں کرتا تم اس میں نخوت، خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اِس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔"

(اربعین نمبر ۳ حاشیہ ص۳۴)

(۵)

سنہ ۱۹۱۴ء سے قبل اہلِ پیغام کا موقف

حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح اوّل کی خلافت کے زمانہ میں جب لاہور سے اخبار "پیغام صلح" جاری ہوا تو پیغام صلح سے تعلق رکھنے والوں کے متعلق ۱۹۱۳ء میں جماعت میں یہ احساس ہونے لگا کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو گھٹا کر پیش کرنا چاہتے ہیں اور حضورؑ کو نبی اور رسول تسلیم نہیں کرتے۔ چونکہ ابھی اختلاف نمایاں نہ تھا اور اختلاف رکھنے والوں نے ابھی شدت اختیار نہ کی تھی۔ اور انہیں یہ بھی ڈر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ناراض ہو کر انہیں جماعت سے خارج نہ کر دیں۔ اس لئے انہوں نے فوراً پیغامِ صلح میں اعلان کر دیا:-

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق رکھنے والے یا اُن میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارجِ عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دِلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اس کے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کو بھی سچا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی بدظنی پھیلانے سے باز نہ آئے تو ہم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں۔"

(اخبار پیغام صلح لاہور ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء ص۲)

(۶)

سنہ ۱۹۱۴ء میں اہلِ پیغام کے عقائد و موقف میں تبدیلی

سنہ ۱۹۱۴ء میں جب سیدنا محمود رضی اللہ عنہ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے تو اکابرین اہلِ پیغام نے خلافت کی بیعت سے نہ صرف انحراف کیا بلکہ قادیان سے لاہور منتقل ہو گئے وہاں اپنا اڈہ بنا کر اپنے سابقہ عقائد و موقف میں بھی تبدیلی کر لی۔ اس ٹھوکر کا باعث یہ ہوا کہ ان کے زعم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام نبوت کو جس رنگ میں وہ اب تک پیش کرتے آئے ہیں اس سے غیر احمدی بدکتے ہیں ہمیں اُن کے قریب ہونا چاہیئے تاکہ وہ جوق درجوق ہمارے ساتھ شامل ہوں۔ اسی قُربت کے خیال سے انہوں نے اپنے بعض عقائد میں تبدیلی کر لی۔ اور عمل میں بھی فرق کر لیا۔ احمدیہ خلافت کی مضبوط اور بابرکت مرکزیت کو بھی خیرباد کہہ دیا۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب سابق امیر غیر مبائعین جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے زمانہ میں حضور علیہ السلام کو ہمیشہ "نبی" ہی کی حیثیت سے پیش کرتے رہے تھے۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ کی خلافت سے انکار کی اہمیت جتانے کے لئے انہوں نے حضور علیہ السلام کی نبوت سے کھُلم کھلا انکار کر دیا اور اپنے پہلے بیانات کے خلاف یہاں تک لکھ دیا کہ:-

"مَیں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی بیخ کنی سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے۔ اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو۔"

(پیغام صلح جلد ۲ نمبر ۱۱۹ ۱۶ر اپریل ۱۹۱۵ء)

ایک وقت تھا کہ مولوی محمد علی صاحب رئیس غیر مبائعین کے دِل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام حَکَم و عدل کا قدر و احترام تھا۔ اور وہ عقائد و مسائل کے بیان کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاداتِ گرامی کو مدِنظر رکھتے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے خود ہی ایک مقام پر تحریر کیا کہ:-

"جو شخص آپ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی تشریح کو قبول نہیں کرتا اس کا اختیار ہے جو چاہے کرے۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن مگر مسیح موعود کی پیروی کا دعویٰ کر کے مسیح موعود کے پیش کردہ معنوں کو قبول کرنے سے انکار کرنا اور خود نئے نئے معنے تراشنا جن پر ہر ایک عقلمند ہنسے گا۔ پیروی کے دعویٰ کو باطل کرتا ہے۔"

(النبوۃ فی الاسلام طبع اول ص۲۷۹-۲۸۰)

مگر خلافت ثانیہ سے انحراف کرنے کے بعد مولوی محمد علی صاحب خود ہی اپنے مت[illegible] موقف سے ہٹ گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش کردہ تفاسیر و معانی اور مسائل سے اختلاف شروع کر دیا۔ نہ صرف اسی پر بس کی بلکہ حضور علیہ السلام کے ارشادات کے بارے میں حَکم و عَدل کے منصب کا پاس و لحاظ نہ رکھتے ہوئے ازراہ جسارت اور سوءِ ادب یہاں تک لکھ دیا کہ:-

(ا)—"اگر امام بھی ہم سے وہ بات منوانی چاہے جس کی قرآن و حدیث میں سند نہیں تو ہم اُسے نہیں مانیں گے۔ ..... اس قرآن و حدیث کو کو کہاں جا رکھیں۔ کیا مرزا صاحب کو لے کر قرآن اور حدیث کو جواب دے دیں۔" (پیغام صلح جلد ۳ [illegible])

(ب) پھر لکھتے ہیں:-

"اسلام کی یہی تعلیم ہے کہ اس امت میں اب خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو، معین الدین اجمیری ہو۔ شاہ ولی اللہ ہو۔ مجدد احمد سرہندی ہو۔ شاہ عبد القادر جیلانی ہو اور خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کیوں نہ ہو اُن کا قول کتاب و سُنّت پر حَکم نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ غلطی کھا سکتے ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اقوال صرف کتاب و سُنّت پر ہی پرکھے جائیں گے۔"

(پیغام صلح جلد ۱۰ [illegible] ص۵)

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ہمنوا غیر مبائعین کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلوں اور اقوال کی بالکل وہی حیثیت ہے جو معین الدین صاحب اجمیریؒ و دیگر اولیاء کرام کے اقوال کی ہے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی قول کو بھی نہیں مانیں گے جب تک کہ وہ کتاب و سُنّت کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ نہ لیں۔ کہ آیا آپؑ کا یہ قول صحیح ہے یا سقیم۔ گویا وہ مرسلِ یزدانی جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف تھا، الہام الٰہی "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ" کے مطابق قرآنی علوم و فنون اور حقائق و معارف سے پُر کیا گیا تھا نعوذ باللہ وہ شرعی اُمور اور مسائل میں اِن غیر مبائعین کی قرآن دانی اور حدیث فہمی کے تابع تھا!!

افسوس یہ سوءِ ادب ایسا ہے کہ اِس کے تصور سے بھی مبائعین کے دِل کانپ اُٹھتے ہیں۔ کاش! غیر مبائعین حقیقتِ بیعت پر غور کرتے اور سوچتے کہ انہوں نے اِس

بیعت ہی مسیح موعود حکم و عدل کی بیعت کیا کی؟ وہ تو آخر کار اپنے اوپر ہی ایمان لانے والے نکلے۔ گویا وہ اپنے ہی اجتہاد حدیث دانی اور قرآن دانی پر ایمان لانے والے نکلے! وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم و عدل پر کیا ایمان لاتے؟ وہ تو اس حکم کے بھی حکم بن بیٹھے!!

یہ جو مسائل قرآن و حدیث سے استنباط کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شائع فرمائے ان کے نزدیک ان کی کوئی پختہ شرعی حیثیت نہیں بلکہ اب یہ غیر مبائعین اپنے علم و اجتہاد کی ترازو کو جمع کر کے غور کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم عدل کے جو ارشادات و فیصلہ جات ان کے استنباط و اجتہاد کی میزان پر پورے اتریں تو وہ قبول ہوں گے ورنہ مردود ہیں۔ اس موقف کے صاف یہ معنے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم و عدل نہیں۔ بلکہ غیر مبائعین اس حکم کے بھی حکم ہیں۔ جس قول یا مسئلہ کو یہ صحیح قرار دیں تو وہ صحیح اور لائق قبول ہوگا۔ ورنہ مردود۔ ان کا فہم قرآن و حدیث نعوذ باللہ مرسل یزدانی مرسل ربانی حکم و عدل کے فہم قرآن و حدیث سے بڑھا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ من ہذا العقائد

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا

ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد اور غیر مبائعین کا موقف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منصب حکم و عدل کے بارہ میں جو عقیدہ غیر مبائعین کا ہے بعینہٖ وہی عقیدہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کا تھا۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بیعت سے خارج فرما دیا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو آپ مصدق بھی ہیں اور ایک طرف آپ ان تمام تعلیموں کے مخالف ہیں جو خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے میرے پر ظاہر ہوئی ہیں۔ تمام نبی وصیت کرتے آئے ہیں کہ مسیح موعود کے احکام کو قبول کرو۔ آنحضرت صلعم نے بھی یہی نصیحت کی ہے۔ اور مسیح موعود کا نام حَکَم رکھا ہے۔ مگر آپ بات بات میں مخالفت اور مقابلہ سے پیش آتے ہیں کیا یہی تصدیق ہے" (الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۱۶)

اس کے جواب میں ڈاکٹر عبدالحکیم لکھتا ہے:۔

"میں ان تمام احکام کو قبول کرتا ہوں جو قال اللہ و قال الرسول کے ... ہوں نہ کہ مخالف۔ کو شرط بیعت کی تھی۔" (ذکر حکیم ۴ صفحہ ۲۶)

نیز لکھا:۔

"جو تعلیمات آپ کی مجھ کو الہام الٰہی ..... کے الفاظ میں معلوم ہوتی ہیں میں اُن کی مخالفت ہرگز نہیں کرتا۔ ہاں آپ کے استنباط اور اجتہاد کو قطعی معصوم نہیں مانتا۔" (حاشیہ صفحہ ۵)

چنانچہ یہی بات ایڈیٹر پیغام صلح نے لکھی کہ:۔

"آپ مامور من اللہ تھے۔ حَکَم و عدل۔ لیکن نہ ان معنوں میں کہ آپ کی ہر بات اسی طرح واجب التسلیم ہے جیسے کہ قرآن کریم کا حکم یا نبی کریم کے ارشادات۔ آپ کی حیثیت ایک اولی الامر کی تھی جس کے متعلق قرآن کا صاف حکم ہے فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ آپ کے بعد فہم قرآن بند نہیں ہوگیا اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے اور جس بات میں آپ مامور نہیں تھے۔ اُس میں آپ کے خیال سے اگر کوئی شخص اختلاف کرتا ہے تو یہ جائز ہے حکم عدل کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہر بات اور ہر ایک اسلامی مسئلہ میں آپ حکم عدل ہیں اگر ایسا مانا جائے۔ تو پھر تو امن ہی اٹھ جاتا ہے۔"

(پیغام صلح ۱۲/۱۵ مئی ۱۹۱۸ء)

پس ان تحریرات سے صاف ظاہر ہے کہ غیر مبائعین نے اپنے موقف میں تبدیلی کر کے انہی عقائد و خیالات کو اپنایا جو ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرتد کے خیالات تھے۔ جن کی وجہ سے وہ جماعت سے خارج کیا گیا۔ تشابہت قلوبہم۔

(۷)

غیر مبائعین نے خلافت ثانیہ سے انحراف کے بعد اپنے سابقہ عقائد و موقف سے اس توقع پر تبدیلی کی تھی کہ غیر احمدی ہر دالوں کی طرح اُن کے جلد ہو جائیں گے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے خلاف غیر احمدیوں سے اپنی راہ و رسم بڑھائی۔ اُن کی اقتداء میں نمازیں پڑھنی شروع کیں۔ یہاں تک کہ اپنی لڑکیوں کے رشتے بھی غیروں سے کر دیئے۔ تاکہ کسی طرح غیر احمدیوں کی ہمدردی کو حاصل کریں حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ الٰہی جماعتوں کی ترقی کا راز مامور وقت کے بتائے ہوئے طریق پر گامزن ہونے میں ہوتا ہے نہ کہ اپنی سکیموں پر عمل پیرا ہونے میں۔ چنانچہ ... غیر مبائعین کو اپنی اس غلطی کا اب احساس ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو نظر انداز کر کے نہ تو انہیں غیروں کی خوشنودی و تعاون ہی حاصل ہو سکا۔ اور نہ ہی اپنے ہی نوجوانوں کی صحیح روحانی تربیت ہو سکی۔ چنانچہ اُن کی انجمن کی ۵۲ ویں سالانہ رپورٹ میں اُن کے جنرل سیکرٹری اعتراف حقیقت کرتے ہیں:۔

(۱) "واقعات اور تجربہ نے ہمارے سامنے یہ تلخ حقیقت واضح کر دی ہے کہ اشاعتِ اسلام کے میدان میں ہماری کامیابی کا راز ہماری جماعتی ترقی و توسیع سے وابستہ ہے۔ ہم نے عام طور پر اپنی مسلمان قوم سے جو توقعات وابستہ کر رکھی تھیں کہ ہمارے مشنوں اور ترویج علوم فرقانیہ کے کارناموں کو دیکھ کر ہمارے دینی مقاصد میں لوگ از خود شمولیت و شرکت اختیار کریں گے وہ تمام حرفِ غلط کی طرح ثابت ہوئی ہیں۔"

(احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کی ۵۲ ویں سالانہ رپورٹ صفحہ ۵)

(ب) حضرت مسیح موعود نے جماعت کے استحکام اور احباب سلسلہ کے باہمی تعلقات کو استوار کرنے کے لئے یہ تجویز فرمایا تھا۔ کہ ہماری اولادوں کے رشتے ناطے جماعت کے اندر ہونے چاہئیں۔ اور انجمن نے حتی الوسع باہمی رشتے ناطوں کے لئے کوشش بھی کی ہے لیکن افسوس ہے کہ اس سلسلہ میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ عام طور پر لڑکوں کے رشتے باہم کر لئے جاتے ہیں۔ اور جماعت میں لڑکیوں کے رشتے تلاش کرنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ ایک ناخوشگوار حقیقت ہے۔ جس سے اجتناب ضروری ہے۔ امام وقت کی تعمیل میں ضروری ہے کہ ہم جماعت میں رشتے ناطے کریں۔ خواہ ہمیں اس میں نقصان یا تکلیف ہی کیوں نہ برداشت کرنی پڑے۔"

(رپورٹ صفحہ ۶)

(ج) "اسی طرح غیر مبائعین کی انجمن کے ایک سابق صدر شیخ میاں محمد صاحب نے اپنی جماعت کی ترقی نہ کرنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

"میرے خیال میں ہماری ترقی کے رُکنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا مرکز دلکش نہیں ..... بہت سے نوجوان ہمارے سامنے ہیں جن کے باپ دادا سلسلہ پر عاشق تھے ان نوجوانوں میں وہ روح آج مفقود ہے۔"

(پیغام صلح ۶ فروری ۱۹۵۲ء صفحہ ۲)

اپنے عقائد و موقف میں تبدیلی کر کے غیر احمدیوں میں کس حد تک ہمارے غیر مبائعین بھائی مقبول ہوئے اس بارہ میں چند غیر از جماعت اخبارات اور محققین کی آراء ملاحظہ فرمایئے۔ جن کا اظہار وہ مختلف اوقات میں کر چکے ہیں:۔

(۱) اخبار سیاست لاہور لکھتا ہے:۔

"لاہوری احمدیوں کا مسلمانوں کو یہ بتانا کہ وہ اُنہیں مسلمان سمجھتے ہیں سرتاپا منافقت ہے جس سے مسلمانوں کو آگاہ ہونا چاہیئے۔"

(سیاست ۱۹ فروری ۱۹۳۵ء)

(۲) اخبار "احسان" لاہور رقمطراز ہے:۔

"مرزائیوں کی لاہوری جماعت کے نوجوان کارکن کا گردہ مرزا کو نبی سمجھنے اور کہنے میں قادیانیوں سے کم نہیں ہے اور جب وہ مسلمانوں سے یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ کہ ہم قادیان کے مدعی نبوت کو محض محدث اور مجدد بلکہ محض ایک بزرگ مولوی سمجھتے ہیں تو اُن کا مقصد دھوکہ دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔"

(احسان ۲۵ فروری ۱۹۳۵ء)

(۳) اخبار زمیندار لاہور لکھتا ہے:۔

"لاہوری مرزائی قادیانیوں سے کہیں زیادہ مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔"

(زمیندار ۱۷ فروری ۳۵ء)

(۴) یورپ کے مشہور مستشرق H.R. GIBB پروفیسر آکسفورڈ یونیورسٹی لکھتے ہیں:۔

"۱۹۱۴ء میں پہلے خلیفہ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ دو حصوں میں بٹ گئی۔ جماعت کا اصل حصہ یعنی قادیانی شاخ زبانی سلسلہ کے دعویٰ نبوت اور اُن کے بعد اجراء خلافت پر قائم رہی۔ لیکن الگ ہونے والے لاہوری فریق نے ان دونوں سے انکار کر دیا۔ اور ایک نئے امیر کی قیادت میں انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد ڈالی۔ لاہوری فریق نے بعد میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ مل جانے کی کوشش کی مگر علماء اب بھی انہیں شُبہ کی نگاہ سے ہی دیکھتے ہیں۔"

(ترجمہ از محمڈن ازم طبع دوم صفحہ ۱۸)

(۵) پروفیسر الیاس برنی اپنی کتاب "قادیانی مذہب" کے ایڈیشن ششم کے مقدمہ میں "قادیانی جماعت قادیان کے عقائد" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

"قادیانی جماعت قادیان جو مرزا قادیانی صاحب کے تمام دعووں پر

ایمان رکھتی ہے اور جماعت لاہور کی طرح نبوت کے دعووں سے اعراض و انکار نہیں کرتی اور تذبذب اور تلوّن نہیں دکھاتی۔ قادیانی فرقہ زیادہ مقبول ہے۔ جماعت لاہور اپنی دو رُخی کے ذریعہ اسلام کے نام پر قادیانیت کی تبلیغ کے واسطے مسلمانوں سے بھی امداد حاصل کرتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب کو مجدد۔ محدث، مہدی اور مسیح موعود بھی لازمی مانتی ہے۔ اور ان کو نہ ماننے کی بنا پر وہ بھی مسلمانوں کو فاسق جانتی ہے۔ اور لطف یہ کہ خود واویلا کرتی رہتی ہے کہ جماعت قادیان نے مسلمانوں کو مرزا صاحب کے انکار کی بنا پر کافر قرار دے کر اسلام میں بڑا فتنہ پھیلا دیا۔ گویا خود را فضیحت دیگراں را نصیحت"۔

(مقدمہ مذکور صفحہ ۲۰)

(۷) مولوی ابوالحسن ندوی ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ لکھتے ہیں:۔

"قادیانیت کی اُس شاخ نے جس کا مرکز قادیان اور اب ربوہ ہے اور جس کی قیادت مرزا غلام احمد صاحب کے فرزند اکبر مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے نبوت کے عقیدہ کو اپنی جماعت کا اساس بنایا ہے وہ پوری وضاحت اور استقامت کے ساتھ اس عقیدہ پر قائم ہیں ...... اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس شاخ نے ایک واضح اور منطقی موقف اختیار کیا ہے اور اپنی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ مرزا صاحب کی صحیح ترجمانی و نمائندگی اور اُن کی تعلیمات و تصریحات کی محض صدائے بازگشت ہے۔ لیکن لاہوری شاخ کا موقف بڑا عجیب اور ناقابلِ فہم ہے۔ مرزا صاحب کی تصنیفات اور تحریروں کا مطالعہ کرنے والا قطعی اور بدیہی طور پر لکھتا ہے کہ وہ صاف صاف نبوت کے مدعی ہیں۔ اور جو اس پر ایمان نہ لائے اُس کی تکفیر کرتے ہیں"۔

(قادیانیت صفحہ نمبر ۲۰۱)

متذکرہ بالا آراء سے ظاہر ہے۔ کہ غیر از جماعت مسلمانوں پر بھی یہ اثر ہے کہ احمدیوں کا لاہوری فریق اپنے عقائد میں سنجیدہ نہیں۔ اسی لئے اُن کو غیروں میں بھی قبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل نہ ہو سکی۔ اور ان کی موجودہ حالت اس کی مصداق ہے سے

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

(۹)

غیر مبائعین حضرات سے محبت بھری اپیل

حرفِ آخر اکابرین غیر مبائعین کو خلافت ثانیہ سے انحراف کرتے وقت اپنے جماعتی اثر و رسوخ پر اتنا زعم و ناز تھا کہ لاہوری فریق نے شروع شروع میں اخبار "پیغام صلح" میں سیدنا حضرت محمود خلیفۃ ثانی رضؓ کی خلافت کے بارہ میں لکھا:۔

" ابھی مشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے"۔

(پیغام صلح ۵ رمئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

اور یہاں تک لکھ دیا کہ:۔

" افسوس مؤیدین خلافت کی تعداد گننے کو دو ہزار بتائی جاتی ہے لیکن دراصل ایسے مؤیدین کی تعداد بہم موتن تو ایک طرف رہے۔ اکے ہندسہ تک بھی نہیں پہنچ سکی۔ اور وہ بھی اپنے ہی گھر کے آدمی بجز دو چار اصحاب کے"۔

(پیغام صلح ۱۹ راپریل ۱۹۱۴ء)

مگر چند دنوں میں ہی جب باہر کی تمام جماعتوں نے بھی بیعتِ خلافت کر لی۔ تو اخبار "عصر جدید" نے لکھا:۔

" وہ گروہ جو خواجہ کمال الدین صاحب کے ہم خیال ہو کر دوسرے مسلمانوں سے رلِا مِل کر کام کرنا چاہتا ہے اور جس میں بہت سے احمدی لاہور وغیرہ کے شامل ہیں۔ اُن کو صاحبزادہ بشیر محمود کے فریق نے تقریباً ہر جگہ شکست دے دی ہے"۔

(بحوالہ الحق دہلی ۲۲ رمئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۲)

اِس انقلاب کے بعد خلافت احمدیہ کا انکار کرنے والے یہ کہنے لگ پڑے۔ کہ "کثرت کوئی چیز نہیں"۔ (پیغام صلح ۲۴ رجنوری ۱۹۲۵ء) حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی موجود ہے۔ کہ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور اُن میں کثرت بخشوں گا"۔

(اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء)

پس منکرین خلافت کے گروہ کو ترقی کیوں نہ ملی۔ اس کا سبب صرف یہ تھا۔ کہ انہوں نے خلافت حقہ کا انکار و انحراف کر کے ازراہ مداہنت اپنے عقائد و موقف میں تبدیلی کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم و عدل کے ارشادات کو نظر انداز کر دیا۔ کہ

"تم اگر ایسے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت اگر الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوگی"۔

(الحکم ۱۰ راگست ۱۹۰۲ء)

"خدا نے منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو چلایا ہے مداہنت سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا بلکہ اپنا حصہ ایمان کا بھی گنوا دو گے"۔ (بدر ۱۵ رمئی ۱۹۰۳ء)

پس اندریں حالات ہماری غیر مبائعین بھائیوں سے صرف اتنی گذارش ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم و عدل کے منصب و مقام کا ادب و احترام اپنے دلوں میں پیدا کریں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضور علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی و تعمیل میں نظام خلافت سے وابستہ رہے اور چھ سال تک حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کی اطاعت و فرمانبرداری کی۔ اسی طرح اب بھی نظام خلافت سے وابستگی اختیار کر کے مرکز سے بہرہ ور ہو کر خدا تعالیٰ کے افضال و برکات کے وارث ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق بخشے۔

وما علینا الا البلاغ۔

مختلف مقامات پر جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کا انعقاد

جماعت احمدیہ بانڈی پورہ

مورخہ ۲۴ر بروز بدھ ۲۵ار مئی کو جماعت احمدیہ ترکپورہ و جماعت احمدیہ ارنہ گام نے مشترکہ طور پر جلسہ یوم مصلح موعود زیر صدارت مکرم الحاج خواجہ عبدالغنی صاحب منعقد کیا۔ مکرم خواجہ غلام ... صاحب سیکرٹری مال کی تلاوت کلام پاک اور مکرم حبیب اللہ صاحب ترکپورہ کی نظم ... عزیز محمد ظفر اللہ صاحب مکرم خواجہ غلام محمد صاحب مکرم حکیم عبدالعزیز صاحب ترکپورہ ... محمد یوسف صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اور خاکسار نے مختلف عنوانات پر تقاریر کیں۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ خاکسار محمد عبداللہ ... مبلغ سلسلہ احمدیہ بانڈی پورہ۔

جماعت احمدیہ جمشید پور

جماعت احمدیہ جمشید پور نے زیر صدارت مکرم محمد سلیمان صاحب امیر جماعت مورخہ ۱۱ر فروری یوم مصلح موعود منعقد کیا۔ جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ جو عزیزم خورشید احمد نے کی۔ بعد ازاں مکرم سید حمید الدین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پسر موعود کے متعلق پڑھ کر سنائے۔ مکرم موصوف نے خلیل احمد صاحب مرحوم و مغفور کا ایک مضمون بعنوان جماعت کی ذمہ داری اور انتباہ بھی پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں عبدالمجید و عزیزم محمد احمد صاحب سیکرٹری نے تقاریر کیں۔ آخر میں محترم جناب محمد سلیمان صاحب امیر مقامی نے مناسب موقعہ مختصر خطاب کیا۔ ½۸ بجے شب بعد دعا جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار عبدالمجید سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ جمشید پور

جماعت احمدیہ کنانور

جماعت احمدیہ کنانور کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ر فروری کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں خاکسار کی صدارت میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز طلباء مدرسہ احمدیہ کی تلاوت قرآن شریف اور عربی ... نظم خوانی سے ہوا۔ خاکسار نے اپنی افتتاحی تقریر میں یوم مصلح موعود کے منانے کی غرض و غایت بیان کی۔ پہلی تقریر حکایت پیشگوئی دربارہ مصلح موعودؓ کے موضوع پر مکرم اے۔ محمد طاہر صاحب نے کی۔ دوسری تقریر مکرم ایم۔ محمد صاحب ایم۔ اے نے کی۔ آخری تقریر مکرم ایم عبدالرحمن صاحب ایم۔ اے کی تھی۔ انہوں نے حضرت مصلح موعود کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ صاحب صدر کی اختتامی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار ابن حامد صدر جماعت احمدیہ کنانور (کیرالہ)

جماعت احمدیہ رشی نگر

مورخہ ۲۰ر فروری ۱۹۶۷ء بعد نماز عشاء بمقام مسجد احمدیہ رشی نگر جلسہ یوم مصلح موعود زیر صدارت محترم خواجہ عبدالسبحان صاحب گنائی صدر جماعت منعقد کیا گیا۔ ... ظہور احمد صاحب نے تلاوت کی اور مکرم عبدالحی صاحب سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ کی نظم کے بعد خاکسار عبدالسلام ... مکرم عبدالسلام صاحب میر مکرم عبدالحی صاحب سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ نے مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی۔ مکرم موصوف کے بعد محترم صدر جلسہ کی تقریر ہوئی۔ آپ نے جماعت کے افراد کو المصلح الموعود کے احکامات اور ارشادات پر پابندی سے قائم رہنے کی تلقین کی۔

بعد دعا ہمارا یہ جلسہ آٹھ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار عبدالسلام لون سیکرٹری مال جماعت احمدیہ رشی نگر۔

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

(مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور قیام امن

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی

دنیا میں جب کبھی بھی فتنہ و فساد اور بدامنی کی آگ بھڑکی ہے اس کا صحیح علاج خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مامورین نے کیا ہے۔

تاریخ اسلام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے ظہور سے قبل بدامنی کا دور دورہ تھا۔ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی تھی۔ قرآن مجید فرماتا ہے ظہر الفساد فی البر والبحر خشکی اور تری میں ہر جگہ فساد برپا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک سے یہ فساد دور ہوا۔ امن کا دور دورہ ہوا۔ وہ قومیں جو باہم دست و گریباں تھیں ان میں حضور نے نہایت ہی محکم اتحاد قائم کیا اور امن کے مستقل قیام کے لئے عالمگیر اصول بتائے۔

سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر بھی دی تھی کہ میرے بعد ایک دفعہ پھر عظیم فساد اور بدامنی کا دور آئیگا اور اس فساد عظیم کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی مسعود کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعہ فسادات کو دور فرما کر امن کا قیام فرمائے گا۔

موجودہ زمانہ جس میں سے ہم گذر رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق فسادات کا زمانہ ہے جس میں بدامنی کا دور دورہ ہے۔ اس زمانہ کے فسادات اور بدامنی کو دور کرنے کے لئے ہمارے سیاسی و مذہبی راہنما مختلف کوششیں کرتے ہیں لیکن ان کی یہ سب کوششیں رائیگاں نظر آتی ہیں کیونکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مطابق ان کوششوں کے باوجود امن کے قیام کی تو کوئی صورت نظر نہیں آتی البتہ بدامنی اور فسادات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ان فسادات کو دور کرنے کے لئے ایک روحانی مصلح یعنی مسیح موعود کو عین وقت پر مبعوث فرمایا اور آپ نے سرزمین قادیان میں ظاہر ہو کر اعلان فرمایا کہ میں خدا کی طرف سے ان فسادات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں جن کی وجہ سے دنیا اس وقت دکھ میں گرفتار ہو رہی ہے۔ ... فسادات ... حضرت ... دنیا کا ... ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حالات دنیا کو دیکھ کر فیصلہ دیا کہ آج کے فتنے زیادہ زور پر ہیں جو سیدنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ اس لئے آپ نے خدا تعالیٰ کی راہنمائی میں اپنے آقا و مطاع حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصولوں کے مطابق ہی کام شروع کیا۔ چنانچہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فتنہ و فساد کے برپا ہونے کی اصل اور بڑی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کا خدا تعالیٰ پر ایمان ختم ہو چکا تھا۔ دنیا سے خدا تعالیٰ کی پرستش اٹھ گئی تھی نتیجۃً لوگوں میں اخلاقی گراوٹ رونما ہو چکی تھی۔ اور ہر قسم کی برائی میں لوگ مبتلا ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیام امن کے لئے سب سے پہلا نظریہ جو دنیا کے سامنے پیش کیا وہ یہ تھا کہ تمام جہان کا ایک رب ہے اور وہی رب سب کا سرچشمۂ حیات ہے اور اس کی عبادت سب انسانوں کو کرنی چاہیئے کیونکہ اس کی طرف رجوع اور اس کی رضا حاصل کرنے اور اس کی عبادت کرنے سے انسان کے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اور دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور بدیوں سے ہٹ کر نیکیوں کی طرف رجوع کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جب دنیا والوں کی نبض پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ دنیا والے خدا سے دور ہو چکے ہیں اور خدا سے یہ دوری ہی سب فتنوں اور فسادات کی جڑ ہے۔ حق یہ ہے کہ فی زمانہ اکثر مسلمان بھی خدا تعالیٰ کے بارہ میں متذبذب ہو چکے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے بارہ میں طرح طرح کے اوہام میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ایک سکھ ودوان لکھتے ہیں:۔

"نہ مسلمان مذہبی تعلیم پر کاربند ہیں نہ ہندو۔ نہ عیسائی نہ سکھ خدا پر لوگ رسمی طور پر ایمان رکھتے ہیں عملاً وہ خدا کے قائل نہیں بلکہ دنیا کے پرستار ہیں"۔

(شیر پنجاب ۲ اگست ۱۹۶۳ء)

آپ نے اہل دنیا کو متنبہ کیا اور بتایا کہ اگر تم امن اور شانتی کے خواہشمند ہو تو اپنے خدا کی طرف رجوع کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان لانے سے انسان کے دل میں ایک اطمینان کی حالت پیدا ہوتی ہے اور یہ اطمینان قلب زندگی کے ہر شعبے میں کام آتا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ دنیا کا کوئی کام اطمینان قلب کے بغیر صحیح رنگ میں سرانجام نہیں پاتا۔ کیونکہ خدا کے وجود کا عقیدہ اثباتی بنیاد پر قائم ہے اور فطرت انسانی اس میں اطمینان پاتی ہے۔ اس لئے خدا پر ایمان۔ اس کی طرف رجوع اور اس کی عبادت اطمینان قلب کا موجب ہوتی ہے اور اسکے بالمقابل خدا تعالیٰ سے دوری بے چینی، پریشانی اور بدامنی کا موجب ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے: الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اے لوگو خوب اچھی طرح سن لو کہ دل کا اطمینان خدا کے ذکر سے حاصل ہو سکتا ہے۔

پس سب سے اہم چیز جو دنیا میں پائدار امن کو قائم کرنے والی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کامل پر ایمان ہے۔ اور یہ وہ بنیادی چیز ہے جس کے قیام کے بعد ہمارے دیگر مسائل حل ہوں گے۔ جب ہمارا خدا پر ایمان ہوگا اور فی الحقیقت ہم سمجھ جائیں گے کہ ہم سب اس کی مخلوق ہیں تو ہم پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ ہم سب باہم بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے ہم سب کا ایک دوسرے کے ساتھ سلوک بھائیوں والا ہوگا۔ اس صورت میں نسلی تنافر کی صورت میں جو فتنے پیدا ہوتے ہیں وہ سب ختم ہو جائیں گے۔

جب ہمارا ہمارا خدا پر ایمان ہوگا اور ہم سب کو اپنا بھائی تصور کریں گے تو مظلوم ہونے پر ہم اس کی مدد کے لئے ہر وقت تیار ہوں گے۔ اس کی غربت اور کمزوری سے ہم ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کریں گے بلکہ اس کی غربت میں اس کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کریں گے۔ جو سرمایہ داری سے پیدا ہونے والے فتنے ختم ہو جائیں گے۔

جب ہمارا خدا پر ایمان ہوگا تو ہم کسی کے مذہب کو برا نہیں کہیں گے۔ اور نہ ہی کسی مذہب کے بانی کو سب و شتم سے یاد کریں گے۔ کیونکہ اس وقت ہم اس حقیقت کو سمجھ جائیں گے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح روحانی کا کام کسی ایک ملک کے ساتھ مخصوص نہیں رہا بلکہ ہر ملک اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ نے ہادی، مصلح اور ریفارمر بھیجے ہیں۔ اس وقت راما سوامی اینگر کی طرح ہم رام کی نندا نہیں کریں گے نہ ہی کسی دیوی اور دیوتاؤں پر چپل پھینکیں گے۔ بلکہ ان کی عزت کریں گے۔ کیونکہ رام اور کرشن نے بھی اپنے اپنے زمانہ میں دنیا کو خدا کا رستہ دکھایا تھا۔ اور دنیا کو اس رستے پر چلا کر شانتی اور امن دیا تھا۔ اس طرح مذہب کی آڑ میں جو فتنے پیدا کئے جاتے ہیں ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جب ہمارا خدا پر ایمان ہوگا تو ہمارے اخلاق بلند ہوں گے اور اخلاقی گراوٹ کے نتیجہ میں جو فتنے قوموں میں پیدا ہوتے ہیں ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان انسانوں اور قوموں کے اخلاق کا معیار اونچا اور بلند کرتا ہے اخلاق کا کوئی صحیح معیار قائم کرنا انتہائی مشکل ہے۔ لیکن جب ہم خدا پر ایمان لا کر غور کریں گے تو بات بالکل صاف ہو جائے گی۔ اور وہ اس طرح کہ انسان خود بخود نہیں بلکہ وہ ایک بالا ہستی کا پیدا کردہ ہے۔ اس لئے اس بالا ہستی کے سوا اور کوئی نمونہ اس کے لئے قابل تقلید نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے اس کے اخلاق کا صحیح معیار یہ بنتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے خالق اور مالک کی صفات میں رنگین کرے۔ چنانچہ اسلام نے ۱۴۰۰ سال قبل اخلاقی گراوٹ میں مبتلا لوگوں کو یہی تعلیم دی کہ تخلقوا باخلاق اللہ یعنی اے لوگو تم اپنے اخلاق کو خدا کے اخلاق کے مطابق بناؤ اور یہی وہ معیار اخلاق ہے جو ایک طرف دنیا کی حقیقی اصلاح اور ترقی کا موجب ہو سکتا ہے اور دوسری طرف ہر قسم کی بدامنی کو دور کر سکتا۔ چنانچہ تاریخ اس پر گواہ ہے کہ اس تعلیم کے نتیجہ میں وہ قوم جو اخلاق سے عاری تھی با اخلاق اور خدا نما بن گئی اور دنیا میں جہاں وہ پہنچی لوگوں کو اخلاق کا گرویدہ کر لیا۔

آج دنیا میں جو بدامنی عالمگیر رنگ میں نظر آتی ہے اس کا ایک بہت بڑا سبب اخلاق کی کمزوری ہے۔ جو دراصل خدا تعالیٰ سے دوری کا ہی نتیجہ ہے۔

چندماہ قبل لنڈن سے کچھ دور ایک بہت بڑا اجتماع ہوا جہاں لاکھوں کی تعداد میں نوجوان مرد اور عورتیں جمع ہوئیں۔ ان کے جمع ہونے کا اصل مدعا سکون قلب کا حصول تھا۔ ان میں سے کئی ایک مادرزاد ننگے تھے اور اکثر نیم برہنہ تھے۔ مقام اجتماع میں انہوں نے شراب چرس۔ افیم، بھنگ اور دیگر منشی اشیاء کا استعمال کیا۔ بلا تمیز جنسی اختلاط کیا۔ اس سے ان کے دماغوں کو ایک وقتی سکون ضرور حاصل ہوا ہوگا۔ لیکن جونہی ان منشیات کا اثر زائل ہوا تو

وہی بے اطمینانی ان کے دلوں پر سوار تھی جس کے ازالہ کے لئے وہ اس مقام پر جمع ہوئے تھے۔ پس اخلاق سے عاری ہو کر دائمی سکون اور ہمیشہ کا اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا ہاں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کو اپنا کر یہ سکون اور اطمینان ضرور حاصل ہوتا ہے اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اعلیٰ اخلاق یہی ہیں کہ انسان خدا کی صفات و اخلاق کے مطابق اپنے اخلاق کو استوار کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے۔۔۔۔۔ اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی (جو رسول اللہ کی عملی زندگی میں مجسم نظر آتی ہے) کا حصول ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ رسول اللہ کے طرز زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کو رکھنا ہے اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے کسی نے کیا سچ کہا ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۲۶)

پس آج کی بدامنی کا حقیقی علاج خدا تعالیٰ کے مامور نے کھول کر بتا دیا ہے جوں جوں مختلف لوگ اور مختلف قومیں اس علاج کی طرف توجہ کریں گی اور خدا کے مامور کی آواز پر دھیان دیں گی توں توں فتنہ و فسادات کم ہوتے جائیں گے۔ امن کی فضا پیدا ہو گی۔ ایک نہایت ہی حسین معاشرہ اس دنیا میں قائم ہو گا۔ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں آنے کے بعد انسانوں نے خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کیا اور سکھ کا سانس لیا۔ اور ایک حسین معاشرہ قائم ہوا۔ بعینہٖ اسی طرح اس زمانہ کے مامور کی آغوش میں آئے بغیر سکھ نہیں مل سکتا۔ کیونکہ مامورین کے ذریعہ ہی تزکیہ نفوس ہوتا ہے اور تزکیہ نفوس کے بعد ہی حقیقی خوشی اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ بات بخوبی دل یاد رکھو کہ جیسے بیت المقدس میں حجر اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے۔ بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بت رکھ دیئے۔ ممکن تھا بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا مگر نہیں اللہ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا کہ قلب انسانی بھی حجر اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے ماسویٰ اللہ کے خیالات وہ بت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے۔ مکہ معظمہ کے بتوں کا قلع قمع اس وقت ہوا تھا جبکہ ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکہ فتح ہو گیا تھا۔ پس ماسویٰ اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اسی طرح چڑھائی کی جائے۔ یہ لشکر تزکیہ نفس سے تیار ہوتا ہے اور اس کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے۔۔۔۔۔ غرض اس خانہ کو بتوں سے پاک صاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرو گے تو ان بتوں کو توڑ ڈالو گے۔ اور یہ راہ میں اپنی تراشیدہ نہیں بتاتا بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں بتاؤں کہ وہ راہ کیا ہے میری پیروی کرو اور میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ یہ آواز نئی آواز نہیں مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ نے بھی فرمایا تھا۔ قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اسی طرح اگر تم میری پیروی کرو گے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ تزکیہ نفس کے لئے چلہ کشیوں کی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ کے صحابہ نے چلہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ بلکہ ان کے پاس ایک اور ہی چیز تھی وہ رسول اللہ کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نور آپ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہ کے قلب پر گرتا اور ماسویٰ اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کی بجائے ان سینوں میں نور بھر جاتا تھا۔ اس وقت خوب یاد رکھو وہی حالت ہے۔ جب تک وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گرتا تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۸۰)

جب تک ہم اپنے تزکیہ نفس کے لئے اس مامور ربانی کی آغوش میں آ کر اپنا تزکیہ نفس نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف کامل رجوع نہ کریں گے تب تک ہم امن اور چین کے سانس نہیں لے سکیں گے بلکہ بلاؤں اور مصیبتوں میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے الہاماً فرمایا ہے۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ثابت کر دے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

یہ حملے کئی رنگوں میں دنیا مشاہدہ کر چکی ہے اور ہر بڑے حملے پر لوگوں کا یہ خیال ہوتا رہا کہ اس کے بعد دائمی امن اور سکون میسر آ جائے گا۔ یورپ کی جنگ عظیم ثانی کے خاتمہ پر یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ اس جنگ کے بعد دائمی امن و سکون میسر آئے گا لیکن یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ کیونکہ دراصل یہ زور آور حملے خدا تعالیٰ اور اس کی طرف سے آمدہ نذیر کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہو رہے ہیں۔ اے کاش کہ دنیا اس حقیقت کو سمجھے اور حقیقی خوشی کے حصول اور امن کے قیام کے لئے اس زمانہ کے فرستادہ کے ذریعہ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اسکو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگر چہ جان دینے سے ملے۔ اگر یہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح یہ خوشخبری دلوں میں بٹھا دوں۔ اور کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوح)

اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو اس حقیقت کو سمجھنے اور مامور زمانہ کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثم آمین۔

تشکر و اعتذار

جیسا کہ احباب کو اخبار بدر کے ذریعہ معلوم ہو گیا ہے کہ خاکسار نے اپنی دائیں آنکھ کا موتیا بند کا اپریشن کرایا ہے۔ اپریشن خدا تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہو گیا ہے۔ اور اب آنکھ کا زخم بھی ٹھیک ہو رہا ہے۔ مگر ڈاکٹر نے ابھی کچھ عرصہ تک کے لئے لکھنے پڑھنے سے قطعی طور پر منع کر دیا ہے۔ اس لئے دوستوں سے معذرت خواہ ہوں کہ میں ان کے خطوط کا خود جواب نہیں دے سکتا۔ البتہ ان دوستوں کے لئے ان کے خطوط کی رو سے دعا کر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے نیز ہر دو مساجد میں بھی اعلان دعا کرا دیتا ہوں۔ اس لئے اگر ایسے دوستوں کو میرا جواب نہ گئے تو جواب کا انتظار نہ کریں۔

بعض دوستوں کی طرف سے میری ہمشیرہ صاحبہ کے انتقال پر تعزیت کے خطوط بھی آ رہے ہیں۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عبد الرحمٰن
امیر جماعت احمدیہ قادیان

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور تحریر کیجئے

قسط دوم

جناب پادری عبدالحق صاحب رئیس المناظرین کے مسیحی ہونے کی حقیقت اور وجوہات پر ایک نظر

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی ناظر تالیف و تصنیف قادیان

جناب پادری صاحب ہم آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ کو انجیل پڑھنے سے قبل اپنے دل و اعمال کا علم نہ تھا۔ اور کیا آپ یہ نہ جانتے تھے کہ آپ اپنے بُرے خیالات و اعمال کی وجہ سے گنہگار ہیں اور صرف انجیل پڑھنے کے بعد آپ کو یقین ہوا کہ آپ کی نیت و ذہن و دل و جوارح گناہ میں ملوث ہیں۔ جناب پادری صاحب آپ قرآن حدیث پڑھے ہوئے تھے تو کیا انہوں نے آپ کو آپ کے گناہوں اور ان سے پاک کرنے کے طریقوں سے آگاہ نہ کیا تھا۔ انجیل میں آپ کو ان سے بڑھ کر کونسی چیز مل گئی تھی اور کیا آپ نے مذکورہ پادریوں میں اس کا کوئی نمونہ دیکھ لیا تھا کہ مسیح نے ان کو نیا دل اور نئی طبیعت عطا کر دی ہے۔ کیا آپ کو ان پادریوں کی دلی پاکیزگی ان کے اعمال کے بغیر ہی نظر آ گئی تھی؟ یا اعمال کو دیکھ کر فیصلہ کیا تھا۔ پہلی صورت میں آپ کو ان پادریوں کی پاکیزگی بغیر ان کے اعمال کے کیسے نظر آ گئی تھی؟ اگر دوسری صورت تھی تو اعمال ضروری ٹھہرے آپ کھول کر لکھیں کہ کیا آپ کا مذہب پولوس کی طرح یہ ہے کہ نجات کے لئے عمل کی ضرورت نہیں یا یہ ہے کہ ضرورت ہے اور یہ کہ اعمال صالحہ و دلی پاکیزگی کے بعد نجات خدا کے فضل سے ہوگی اگر آپ کا عقیدہ پولوس والا ہے تو اعمال غیر ضروری ہو گئے پھر آپ اعمالِ صالحہ وغیرہ کا نام کیوں لیتے ہیں اور اگر ضروری ہیں تو یہ عقیدہ بہرحال اسلامی عقیدہ ہے پھر آپ نے اسلام کو ترک کیوں کر دیا جبکہ نیتی دل کی پاکیزگی ایمان اور اعمال صالحہ وغیرہ نجات وفلاح کے لئے لازمی امور ہیں خدا کا فضل بیشک آتا ہے۔ مگر اس کا دارومدار ان پر نہیں خدا تعالیٰ کی مرضی پر ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ حضرت مسیحؑ آپ کو گناہ سے نجات دے سکتے اور نیا دل اور نئی طبیعت عطا کر سکتے ہیں۔ کیا یہ بات آپ کو قرآن کریم و احادیث میں نظر نہ آئی؟ اس کی وجہ کیا ہوئی وہ تو اسی قسم کی باتوں سے بھرے پڑے ہیں نظر نہ آنے کی کوئی خاص وجہ ہوگی جس کو آپ خود یا خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے جس کی طرف مائل ہو کر آپ قرآن کریم و احادیث کی باتوں کو ترک کر کے انجیل کی طرف جھک گئے۔

قرآن کریم نے نیکی و بدی کی تعریف بتائی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کونسا عمل نیکی اور کونسا گناہ ہے۔ ان کی اقسام و مدارج بھی بیان کئے ہیں ان کے اسباب و علل بھی بتائے ہیں انسانوں کو گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال بجا لانے کے گر بھی بیان کئے ہیں اور آنحضرت صلعم کو نبی نازل فرما دیا ہے اور فرمایا ہے یحسنع عنھم اصرھم کہ یہ نبی جو تورات کی پیشگوئی استثنار ۱۸ : ۱۸ کے مطابق آیا ہے لوگوں سے ان کے گناہوں کے بوجھ دور کرتا ہے پھر فرمایا۔ یزکیھم (سورۃ جمعہ) ان کو ان کے بُرے خیالات و رسوم و گناہوں سے پاک کرتا اور ان کو نجات دیتا ہے شروع ہی فرمایا ہے اولٰئک ھم المفلحون (بقرہ ع ۱) کہ جو اس کی ہدایات و اصولوں پر ایمان لا کر عمل کرتے ہیں۔ وہ فلاح یعنی کامیابی و زندگی کا مقصد حاصل کرنے والے ہیں ایسا ہی قرآن کریم میں یہ بھی آیا ہے کہ من تاب و اٰمن و عمل عملا صالحا فاولٰئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات وکان اللہ غفورا الرحیما (سورۃ فرقان ع ۶) یعنی جو لوگ بُرے خیالات و اعمال سے توبہ کر لیں ایسے لوگوں کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بار بار فضل و رحم کرنے والا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام نے استغفار کی دعا سکھلا کر توبۃ النصوح کا موقع دیا اور بتایا ہے کہ انسان اپنے قصوروں کا اعتراف کرے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکے اور گناہ سے بچنے و مغفرت کرنے کے لئے اس سے مدد طلب کرے تو اس کے دل و دماغ کا تزکیہ ہو سکتا اور نیکیوں کی توفیق مل سکتی ہے۔ غرضیکہ سارا قرآن کریم اس مضمون سے بھرا پڑا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ چیز جو تفصیل کے ساتھ اس میں مذکور ہے۔ نامعلوم آپ کو کیوں نظر نہ آ سکیں۔

اسلام پر جناب پادری عبدالحق صاحب کے شکوک و شبہات کا ازالہ

جناب پادری صاحب آپ فرماتے ہیں کہ ... مسیحی ہونے سے پہلے میرے دماغ میں ذیل کے شکوک تھے" ان شکوک کی بنا پر میں نے ترک اسلام و اختیار مسیحیت کیا۔

(پہلی وجہ) آپ فرماتے ہیں:۔

"از روئے قرآن شریف کل بنی آدم گنہگار ہیں اور ایک بھی بچنے کے لائق نہیں" (رسالہ صفحہ ۲۲ کالم ۱) آپ نے اس کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت پیش فرمائی ہے ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمھم ما ترک علیھا من دابۃ کہ اگر اللہ تعالیٰ انسانوں سے ان کے ظلم کا مواخذہ کرے تو زمین پر کسی متحرک کو نہ چھوڑے (سورہ نحل ع ۱۶)

ایسا ہی آپ نے آیت یؤاخذ الناس بما کسبوا ما ترک علیٰ ظھرھا من دابۃ" بھی پیش فرمائی ہے کہ اگر اللہ انسانوں کے اعمال کا مواخذہ کرے تو زمین کی پشت پر کسی متحرک کو نہ چھوڑے"۔

اصل بات یہ ہے کہ آپ ان ہر دو آیات کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ تمام انسان گنہگار پیدا ہوتے ہیں۔ اور نہ یہ فرمایا ہے کہ اس وقت دنیا میں کوئی بھی انسان نیک موجود نہیں سب قابل سزا ہیں۔ بلکہ ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت کے مطابق صرف ضرورت نبوت کا اظہار فرمایا ہے یعنی یہ کہ اس وقت کافروں کی حالت یہ ہو رہی ہے کہ وہ اپنے ظلموں کی وجہ سے ہلاکت کے مستحق بن چکے ہیں ہم نے محض اپنے فضل و کرم و رحم سے کام لے کر ان کی طرف اپنا رسول بھیجدیا ہے اور ان کی ہدایت کا سامان کر دیا ہے اگر وہ بچنا چاہیں تو بچ سکتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ (الف) اللہ تعالیٰ نے صرف کفار کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر ہمارا رسول آ کر ہدایت پیش نہ کرتا اور مومنوں کی جماعت تیار نہ ہو جاتی تو کفار اس قابل نہ تھے کہ ان کو زندہ چھوڑا جاتا اور دنیا قائم رکھی جاتی غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ان ظلموں کا ذکر فرمایا ہے جو انہوں نے اپنی مرضی و اختیار سے کئے ہیں اور جو نبی اور ہدایت کے آنے کے متقاضی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے عقیدہ کی طرح یہ نہیں فرمایا کہ انسان ظلم لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ ان کے عذاب و ہلاکت کا موجب ان کے موروثی گناہ و ظلم ہیں۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس وقت دنیا میں مومنوں و پاک لوگوں کی کوئی جماعت موجود نہیں اور نہ ہی کوئی رسول موجود ہے اور یہ کہ سارے کے سارے لوگ تباہی کے مستحق ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی منشاء صرف اسقدر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا رسول ہدایت کے لئے نہ بھیجتا اور کوئی پاکباز اور راستباز مومنوں کی جماعت نہ ہوتی تو اس صورت میں تمام کفار ان کے بد اعمال کی وجہ سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ اور دنیا تباہ ہو جاتی۔ مگر دنیا اس لئے ہلاک نہیں کی گئی کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ لوگ اس کے رسول کو مان کر نجات پا جائیں جیسا کہ بہت سے دوسرے لوگ نجات پانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ یہ ہمارا فضل و احسان اور رحم و کرم ہے۔

(ج) ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس کہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو فطرت صحیحہ پر پیدا کرتا ہے وہ کسی کو بھی موروثی طور پر گنہگار قرار نہیں دیتا۔ حدیث نے بھی بتایا ہے کہ بچے فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتے ہیں اس کے بعد ان کے والدین ان کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی وغیرہ بنا ڈالتے ہیں اس میں بچوں کا ذاتی قصور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس کی ذمہ داری اس ماحول پر ہوتی ہے جس میں وہ پرورش پاتے ہیں۔

(د) جناب پادری صاحب آپ نے اس امر کو واضح نہیں فرمایا کہ از روئے تورات یہود نے حضرت مسیحؑ کی صداقت پر کھنے کے لئے ان کو صلیب پر لٹکا کر بقول ان کے ان کو مار ڈالا۔ اور اس طرح ان کے دعوئے مسیحیت کو نعوذ باللہ جھوٹا و کاذب ثابت کر دیا۔ کیونکہ صلیبی موت بقول تورات لعنتی موت ہے۔ ملاحظہ ہو تورات ۲۱ : ۲۳) کہ "جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے"۔ پولوس نے بھی یہود کا موقف تسلیم کر لیا کہ وہ ہماری خاطر "لعنتی" بنا اور اس طرح حضرت مسیح کے کاذب مسیح ہونے کو تسلیم کر لیا۔ ملاحظہ ہو گلتیون ۳ : ۱۳) جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ مسیح نے صلیب پر مر کر اپنا کذب ثابت کر دیا اور ان کی صلیبی موت نے بتا دیا کہ وہ نعوذ باللہ صادق کی بجائے کاذب مسیح تھے اور یہی یہود نے ثابت کرنا تھا۔

بہرحال اگر ان کی صلیبی موت کا یقین کر لیا جائے تو اس سے حضرت صادق مسیحؑ کے تقدس و صداقت پر حرف آتا ہے اور وہ کاذب مسیح ٹھہرتے ہیں اور دوسروں کے منجی قرار پانے کی بجائے لعنتی و کاذب مسیح ٹھہر کر خود منجی کے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

امام مہدی اور مسیح موعود کے ظہور کا معیّن وقت

قرائن و علامات کے رو سے چودھوی صدی کا آغاز مقرر تھا

محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل

خدا کے ماموروں کے بھی آنے کا وقت ہوتا ہے۔ اور جانے کا بھی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا!

زمانہ کے حالات اور آسمانی و زمینی نشانات اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ ماموررِ ربانی کے ظہور کا یہی وقت ہے قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ (الشعراء ع ۱۱)

کہ علماء بنی اسرائیل کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاننا ایک کافی نشان ہے۔ علماء بنی اسرائیل کا حضور کو پہچاننا دو طور پر تھا

اوّل یہ کہ وہ آپ کو آپ کی ذاتی علامات بلند اخلاق اور اعلیٰ تعلیمات کے ذریعہ شناخت کرتے تھے۔

دوسرے یہ کہ وہ آپ کو زمانہ اور مقررہ نشانات کے ظہور کی بناء پر پہچانتے تھے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (البقرۃ ع ۱۱)

کہ یہودی علماء بعثت نبوی سے پیشتر یہ کہا کرتے تھے کہ عنقریب ماموررِ ربانی ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور ان کے ظہور کے ساتھ ہم مشرکوں پر فتح حاصل کریں گے گویا اہل کتاب کا اندازہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔

حضرت مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کی صداقت اس معیار پر بھی پوری اترتی ہے۔ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور بزرگان سلف کے اقوال اور رؤیا کی بناء پر علماء کا یہی خیال تھا کہ مسیح موعود اور مہدی موعود کے ظہور کا وقت چودھویں صدی کا شروع ہے۔ گذشتہ دنوں مجھے اہلحدیث کے ایک بڑے مفسّر جناب نواب صدیق حسن خان صاحب کی کتاب "ترجمان وہابیہ" پڑھنے کا موقعہ ملا۔ اس میں انہوں نے برسبیل تذکرہ تحریر فرمایا ہے۔

مذہب اسلام میں تاثیر کواکب کا اعتقاد نجومیوں کی طرح پر نہیں بلکہ زینت آسمان اور آلۂ رجم شیاطین اور علامات راہ بر و بحر میں ہیں لیکن اس قدر ضرور ہے کثرت سے نکلنا ایسے ستاروں کا جس کو ذو ذوابہ کہتے ہیں علامت قرب زمان ظہور مہدی منتظر و نزول حضرت مسیح علیہ السلام لکھا ہے اور اب مدت دو ڈھائی ماہ کی ختم تیرھویں صدی کو باقی ہیں پھر ۱۳۰۱ ھجری اور ۱۸۸۲ء سے چودھویں صدی شروع ہو گی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور مہدی اور خروج دجال اس وقت ہو گا جبکہ دنیا ظلم و جور سے بھر جاوے اور ہر صنعت گری اور علمداری اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ نزول جناب مذکور نہایت قریب ہے ہر طرف سے تعصّب مذہبی کا زور ہے۔

(رسالہ ترجمان وہابیہ مصنّفہ نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال صفحہ ۸۱-۸۲)

اس اقتباس سے عیاں ہے کہ علماء پہچانتے تھے کہ زمانے کے حالات اور آسمانی نشانوں کی روشنی میں یہ بات طے شدہ ہے کہ نزول مسیح اور ظہور مہدی چودھویں صدی کے سر پر ہو گا اپنے اس خیال کو علماء نے اپنی تحریروں میں بار بار بیان کیا ہے۔ ان تحریروں سے ہی ایک مندرجہ بالا اقتباس بھی ہے۔ مگر صد افسوس ہے کہ جب چودھویں صدی کے عین سر پر اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کو مبعوث فرمایا تو یہی لوگ مخالف ہو گئے اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا ہے۔ یا حسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الّا کانوا بہ یستہزءون کہ افسوس بندوں پر کہ ان کے پاس جب بھی ہمارا کوئی فرستادہ آتا ہے تو وہ اس سے استہزاء کرتے ہیں۔ وما علینا الّا البلاغ المبین

اڑیہ سے ترجمہ

مہدی یا کلنکی اوتار

بر موقعہ یوم ولادت حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام

اڑیسہ کے سابق وزیر تعلیم جناب رادھا ناتھ رتھ کی ادارت میں شائع ہونے والے اڑیسہ کے سب سے کثیر تعداد روزنامہ "سماج" کٹک نے اپنی ۱۳ر فروری ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ مبارک کے ساتھ محترم ایس ایم رحمان خان صاحب احمدی جماعت احمدیہ کیرنگ کا ایک اڑیہ مضمون عنوانات بالا کے تحت شائع کیا ہے۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت ہے۔ کہ اب جماعتی تبلیغ و اشاعت کے سامان غیر از جماعت علمی اور سنجیدہ حلقوں کی طرف سے کئے جا رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک قارئین کے افادہ و دلچسپی کی غرض سے مضمون کا اردو ترجمہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر بدر)

۱۸۳۵ء انسانی تاریخ میں ایک ایسا سال ہے جو ہمیشہ یاد رہے گا اسی سال شمالی ہندوستان کے صوبہ پنجاب ضلع گورداسپور کے قادیان نامی ایک گمنام گاؤں میں ایک بچہ تولد ہوا ایک دن وہ تھا کہ اس کے آباء و اجداد قادیان اور اس کے گرد و نواح میں عزت و احترام کے ساتھ حکومت کر چکے تھے۔ مگر اب شاہی خاندان کے یہ افراد اپنی ریاست کو کھو چکے تھے۔ بہر حال یہ بچہ عام گھروں میں تولد ہونے والے بچوں کی طرح نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ تلسی کے بوٹے کی پہچان اس کے دو پتوں سے ہی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس نازک بچے میں وہ مقدس علامتیں ظاہر ہونے لگیں جن سے یہ معلوم ہونے لگا۔ کہ یہی وہ بچہ ہے۔ جو دنیا میں ایک روحانی انقلاب کے پیدا کرنے کا موجب ہوگا والدین نے اس بچے کا نام غلام احمد رکھا بتدریج آپ کی روحانی قدروں کا چرچا ہونے لگا۔ آپ نے براہ راست خدا تعالےٰ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر اقوام عالم کے لئے مسیح موعود، مہدی معہود کلنکی اوتار اس زمانے کا مصلح ہونے کا دعویٰ کیا اور ان کے ثبوت پیش کئے۔

مختصر تعارف یہ ہے کہ تاریخی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہاپرش کی پیدائش ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء تاریخ کو ہوئی تھی۔ یہ زمانہ ایسا تاریک تھا کہ عوام کو تعلیم کی طرف چنداں توجہ نہ تھی۔ بہت کم تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ موزوں استادوں کی بھی قلت تھی۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے والد صاحب نے ان کی تعلیم کے لئے معلّم مقرر کئے جنہوں نے آپ کو قرآن کریم پڑھنا سکھایا اور ابتدائی عربی اور فارسی کی کتابیں پڑھائیں ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے پر آپؑ نے اپنے والد صاحب سے طب یونانی بھی سیکھی والد محترم نے مزید تعلیم دلانے کے خیال کو ترک کر کے آپؑ کو دنیاوی وجاہت اور شہرت کے حصول کی طرف راغب کرنا چاہا تاکہ عوام میں مقبول و محبوب ہو جائیں مگر آپؑ کی طبیعت اس طرف مائل نہ ہوئی اور آپ عموماً اپنے والد صاحب کے کتب خانہ میں مختلف کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہے۔ اس طرف سے آپؑ کی توجہ کو ہٹانے کے لئے والد محترم نے بہت کوشش کی۔ مگر وہ ناکام رہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کو بچپن ہی سے خدا تعالےٰ کی محبت کی چاشنی لگ چکی تھی۔ آپؑ ذکر الٰہی اور قرآن کریم کے مطالعہ کو سب امور پر مقدم رکھتے تھے۔ یہ حالت اتنی ترقی کر گئی کہ وہ وقت آگیا جبکہ خود خدا تعالیٰ آپ کا معلم بن گیا اور قرآن کریم کے معارف آپؑ پر کھولے گئے چنانچہ آپؑ کی تصانیف اور تقاریر اس کے بیّن ثبوت ہیں۔

شریمد بھگوت گیتا میں صراحت کے ساتھ یہ اعلان مذکور ہے کہ "کُگا ہوں میں لت پت لوگوں کی اصلاح اور ان کی نجات کے لئے۔ کل جگ میں ایک مصلح آئیگا۔ عیسائیوں کے دھرم گرنتھ بائیبل میں بھی اس بات کا اعلان موجود ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی ۱۳۰۰ سال قبل فرمایا تھا کہ خدا تعالےٰ میری مخلوق کو اسلام کے نور سے منور کرنے کے لئے میری امّت میں مہدی کو مبعوث کریگا۔ اور اس کی سچائی کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے

نشانیاں ظاہر ہونگی چاند گرہن اور سورج گرہن ظاہر ہوں گے۔ اور یہ گرہن رمضان مبارک کے مہینے میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے تیرھویں تاریخ کو اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے اٹھائیسویں تاریخ کو لگیں گے حدیث دارقطنی حصہ اوّل ۱۸۸۶ء مہینوں میں رمضان المبارک کا مہینہ مقرر کر دیا۔ یہ چاند گرہن کے لئے پہلی اور سورج گرہن کے لئے درمیانی تاریخ مقرر کرنا خارق عادت نشانوں میں سے ہے وقت مقررہ آجانے پر انبیاء علیہم السلام اور بزرگان سلف کی پیشگوئیوں کے مطابق انتظار کرنے والے دقتوں میں ۱۸۳۵ء میں یہ بچہ پیدا ہوا اس نے ۱۸۹۱ء میں خدا کی طرف سے اس زمانہ کا اوتار یعنی مسیح موعود مہدی معہود ہونے کا اعلان فرمایا اور اس کے ثبوت میں سینکڑوں نشانات اقوام عالم کے سامنے پیش کئے ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء میں دو مرتبہ چاند گرہن اور سورج گرہن پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آ گئے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے پہلی جنگ عظیم دوسری جنگ عظیم و تیسری جنگ عظیم کی ہولناک تباہیوں سے متنبہ کرتے ہوئے اس کے بدنتائج سے بچنے کے ذرائع کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:۔ اگر وہ اپنے خالق خدا کے آگے نہ جھکیں اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے زیر سایہ اکٹھے نہ ہو جائیں۔ تو پھر ان کے لئے ہولناک تباہی مقدر ہے خدا تعالےٰ نے مجھے بطور الہام کہا کہ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ؑ اپنی بعثت کی غرض بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے وہ کام کئے گئے اور برائی میں بڑھتے گئے سو اس لئے اس نے مجھے بھیجا تاکہ میں اس کے پریم اور بھگتی کو دوبارہ قائم کروں اور مذہبی اختلافات دور کرکے امن و صلح کی بنیاد ڈالوں اور مذہب کی وہ خوبیاں جو لوگوں کی نظر سے غائب ہیں ظاہر کروں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے ماننے والوں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو اعتقادی رنگ سے عملی رنگ میں تبدیل کر دیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل کی حیثیت سے اپنی جماعت کا نام آپ نے جماعت احمدیہ رکھا جو تمام دنیا میں اس نام سے مشہور ہے آپ نے اپنی سیرت طیبہ اخلاق حسنہ اور تصانیف سے اقوام عالم میں امن و بھائی چارگی اور صلح کی بنیادوں کو اور زیادہ مضبوط کر دیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۱۹۰۸ء ماہ مئی کی ۲۶ر تاریخ کو اپنے فرائض جو اللہ تعالےٰ نے آپ کے سپرد کئے تھے۔ تمام و کمال سرانجام دے کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے اللہ تعالےٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے آپ کی حسین حیات میں آپ کی جماعت قلیل تھی آپ کی وفات کے بعد مذہبی طریق سے یکے بعد دیگرے دو خلیفے منتخب ہو کر اپنے فرائض ادا کرکے اس جہان فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ خصوصیت سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے ایام خلافت میں۔ ہندوستان سے باہر مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ پھیل گئی۔ جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ الحاج حافظ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اس وقت ربوہ میں قیام فرما ہیں۔ اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام عمل پہنچانے میں مصروف عمل ہیں۔ آپ نے لندن جرمنی اور افریقہ کا دورہ کرکے وہاں کے باشندوں کو امن و صلح کا پیغام دیا ہے۔

(روزنامہ سماج کٹک
۱۳ر فروری ۱۹۷۱ء عیسوی)

درخواست دُعا

خاکسار امسال بی۔ اے فرسٹ ائیر کے امتحان میں شرکت کر رہا ہے۔ جملہ احباب و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں نمایاں کامیابی کے حصول کے لئے نیز خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ عبد الحق خاں (بھدرک)

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال یوم مسیح موعود علیہ السلام کی تقریب سعید منانے کے لئے ۲۳ر امان ۱۳۵۰ ہش بمطابق ۲۲ر مارچ ۱۹۷۱ء سوموار کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ اس دن جماعتیں حتی الامکان پبلک جلسوں کے انعقاد کا انتظام کریں غیر مسلم بھائیوں کے علاوہ مسلمان احباب کو بھی ان جلسوں میں شمولیت کی دعوت دیں تقاریر کا عمدہ اور احسن رنگ میں انتظام فرمایا جائے۔ یہ تقاریر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غرض بعثت۔ صداقت اور حضور کی قبولیت پر مشتمل ہوں۔

ان جلسوں کی کارگزاری کی رپورٹیں برائے اشاعت اور اطلاع نظارت دعوۃ و تبلیغ کے نام ارسال کی جائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سورۃ بقرہ کی سترہ آیات یاد کرنیوالی

مستورات لجنہ و ناصرات بھارت

جن لجنات و ناصرات نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فرمان پر سورۃ البقرۃ کی سترہ آیات حفظ کر لی ہوں ان کو لجنہ اماء اللہ کی طرف سے سند بھجوانی ہے۔ براہ مہربانی صدر لجنہ و سیکرٹری ناصرات اپنی اپنی جگہ یاد کرنے والیوں کے نام جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں تاکہ ان کو سند بھجوائی جائے نیز اگر کسی جگہ لجنہ قائم نہیں تو وہاں کی مستورات خود اپنے نام بھجوائیں ابھی بہت تھوڑی لجنات کے نام ملے ہیں جب تک حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس فرمان پر سو فیصدی لجنات اور ناصرات عمل نہ کر لیں اس وقت تک عہدیداران کی مساعی جاری رہنی چاہئے

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

آخری سہ ماہی

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۰ر اپریل ۱۹۷۱ء کو ختم ہو رہا ہے اور اب صرف ۲½ ماہ باقی ہے۔ اور ہر جماعت کے بجٹ کی ۱½ ۲ تک کی پوزیشن تمام جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو بھجوائی جا چکی ہے۔

عہدیداران مال و مبلغین کرام ہر نادہندہ اور بقایا داران کے پاس پہنچیں اور مالی قربانی کی اہمیت اور سلسلہ کی ضروریات سے آگاہ فرما دیں تاکہ ان کے دلوں میں بھی ایمانی جذبہ پیدا ہو۔ اور بشاشت قلبی سے اپنی سستی کا انسداد کریں۔

احباب جماعت کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھیں کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"

جب آپ اس پر عمل فرمائیں گے تو یقیناً اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے دروازے آپ پر کھولے جائیں گے۔

پس خوش قسمت ہیں وہ دوست جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا تعالےٰ کے دین کے لئے۔ اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو اسکی توفیق بخشے۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

بے پایاں عشقِ رسولؐ

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم ٭ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

از مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل بنگالی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان دارالامان

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ کے نام میں یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آپؐ کی تعریف قیامت تک ہوتی چلی جائے گی اور آپؐ کے بروزِ کامل اور عاشقِ صادق حضرت احمد علیہ السلام کے نام میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ آپ اپنے معشوق اور مطاع کی تعریف میں وہ مقام حاصل کریں گے جس سے بڑھ کر اُمتِ محمدیہ میں کوئی مقام نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ سیدنا حضرت احمدؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو غیر معمولی عشق تھا اس کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ آپ کو اپنے مولیٰ کریم سے کس قدر محبت کا تعلق تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے اور ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُسے دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔" (کشتی نوحؑ)

جس طرح آپ کو خدا تعالیٰ کی کامل محبت اور عشق میں محویت اور استغراق حاصل تھا اسی طرح آپ اپنے مطاع و متعدّا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار تھے اور یہ عشقِ رسول خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عطا کیا گیا تھا۔ چنانچہ ایسے بے شمار واقعات تحریرات اور اقوال ہیں جن سے آپ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی عشق، محبت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے اسی طرح آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں جو اشعار فرمائے ہیں ان سے بھی آپ کا والہانہ عشق کا پتہ چلتا ہے مثال کے طور پر چند اشعار درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

ترجمہ:۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں عجب نور ہے اور محمدؐ کی کان میں عجب لعل پوشیدہ ہیں۔ اگر تو اس بات کا ثبوت چاہتا ہے تو تُو اس کا عاشق بن جا کیونکہ محمدؐ اپنی دلیل آپ ہے میرا سر محمدؐ کے غبار پر فدا ہے میرا دل ہر وقت محمدؐ پر قربان ہے

ہم چنیں عشقم بسوئے مصطفیٰ
دل پرد چوں مرغ سوئے مصطفیٰ
تا مرا دادند از حسنش خبر
شد دلم از عشقِ او زیر و زبر

(سراج منیر)

ترجمہ:۔ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا مجھے اس درجہ عشق ہے کہ میرا دل مصطفیٰ کی طرف پرندے کی طرح پرواز کرتا ہے جب سے میں آپ کے حسن سے آگاہ ہوا ہوں تب سے میرا دل آپ کے عشق سے پریشان و سراسیمہ ہے۔

اس کے علاوہ ہزارہا اشعار اردو، فارسی اور عربی میں موجود ہیں جس سے آپ کا عشق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے طور پر ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں ہو سکتا آپ کے عشقِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ آپ ہی کی زبانی براہین احمدیہ حصہ چہارم سے درج ذیل کیا جاتا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"اس مقام پر مجھے یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا اسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں صلے اللہ علیہ وسلم۔

اور ایسا ہی ایک عجیب اور قصہ یاد آیا کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی دین کے احیاء کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر شخص مُحیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہیں اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کی تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُولَ اللّٰهِ۔ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدے کی محبتِ رسول ہے وہ اس شخص میں متحقق ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کا عشقِ کامل اس مستحکم بنیاد پر تھا اور آپ کو یقین راسخ تھا کہ ہر قسم کی دینی اور دنیوی برکات اور فیضانِ رحمت کا منبع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یعنی محبتِ الٰہی کے حصول کے لئے عشقِ رسول اور پیروی کامل شرط ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

سبحان اللہ ثم سبحان اللہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی ہیں۔ اللہ اللہ ایک عظیم الشان

نور ہے جس کے ناچیز خادم جس کے ادنیٰ سے ادنیٰ امت جس کے احقر سے احقر چاکر مراتب مذکورہ بالا (مکالمہ و مخاطبہ) تک پہنچ جاتے ہیں۔"

پھر فرمایا:۔

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود و سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا کہ حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ نہیں پاتا وہ محرومِ ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ حقیقی توحید ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے پائی زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی اور خدا کے مکالمات و مکاشفات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا۔ اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں"۔

(حقیقۃ الوحی)

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حقیقتِ محمدیہ کی معرفتِ کامل کی جو کنجی آپ کو دی گئی ہے تیرہ سو سال میں ایسی معرفت

کسی بڑے سے بڑے امتی کو بھی حاصل نہیں ہوا اور ان سب میں آپ کا مقام سب سے اعلیٰ و ارفع نظر آتا ہے مثال کے طور پر قرآن کریم کی آیت ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کی تفسیر میں جو معرفت اور نکتہ ادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مقام کا بیان کیا گیا ہے وہ عدیم المثال اور قابل غور ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

تیسرے قسم کا قرب ایک ہی شخص کی صورت اور اس کے عکس سے مشابہت رکھتا ہے یعنی جیسے ایک شخص آئینہ صاف و سیع میں اپنی شکل دیکھتا ہے تو تمام شکل اس کی معہ اپنے تمام نقوش کے جو اس میں موجود ہیں عکسی طور پر اس آئینہ میں دکھائی دیتی ہے۔ ایسا ہی اس قسم ثالث قرب میں تمام صفات الٰہیہ صاحب قرب کے وجود میں بہ تمام تر صفائی منعکس ہو جاتی ہیں۔ اور یہ انعکاس ہر قسم کی تشبیہ سے جو پہلے اس سے بیان کیا گیا ہے اتم و اکمل ہے کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جیسے ایک شخص آئینہ صاف میں اپنا منہ دیکھ کر اس شکل کے مطابق پاتا ہے وہ مطابقت اور مشابہت اس کی شکل سے نہ کسی غیر کو کسی حیلہ یا تکلف سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ کسی فرزند میں ایسی ہو بہو مطابقت پائی جاتی ہے اور یہ مرتبہ کس کے لئے میسر ہے اور کون اس کامل درجہ قرب سے موسوم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اسی کو میسر آتا ہے کہ الوہیت و عبودیت کے دونوں قوسوں کے بیچ میں کامل طور پر ہو کر دونوں سے ایسا شدید تعلق پکڑتا ہے کہ گویا ان دونوں کا عین ہو جاتا ہے۔ اور اپنے نفس کو بکلی درمیان سے اٹھا کر آئینہ صاف کا حکم پیدا کر لیتا ہے اور وہ آئینہ ذو جہتین ہونے کی وجہ سے ایک جہت سے صورت الٰہیہ بطور ظلی حاصل کر لیتا ہے اور دوسری جہت سے وہ تمام فیض حسب استعداد و طبائع مختلفہ اپنے مقابلین کو پہنچاتا ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ یعنی نزدیک ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ سے) پھر نیچے کی طرف اترا (یعنی مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے نزول کیا) پس اسی جہت سے کہ وہ اوپر کی طرف بہ صعود کامل گیا بیچ کی صعود قرب تام کو پہنچا اور الٰہی میں اور اس میں کوئی حجاب نہ رہا۔ اور پھر نیچے کی طرف اس نے نزول کیا اور اس میں اور خلق میں کوئی حجاب نہ رہا یعنی چونکہ وہ اپنے صعود و نزول میں اتم و اکمل ہوا اور کمالات نہایت تک پہنچ گیا۔ اس لئے وہ دونوں قوسوں کے بیچ میں یعنی ان کی جگہ جو قطر دائرہ ہے اتم و اکمل طور پر اس کا مقام ہوا۔ بلکہ وہ قوس الوہیت اور قوس عبودیت کی طرف اس سے بھی زیادہ تر جو خیال و گمان و قیاس میں نہیں آ سکتا نزدیک ہوا مثال صورت ان دو قوسوں کی یہ ہے۔

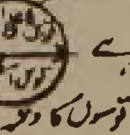

اس شکل میں جو خط مرکز دائرہ کو قطع کرتا ہے یعنی جو قطر دائرہ ہے وہی قاب قوسین دونوں قوسوں کا وتر ہے۔ جاننا چاہئے کہ دونوں قسم کے وجود واجب اور ممکن کے ایک ایسے دائرہ کی طرح ہیں کہ جو خط گزرندہ بر مرکز سے دو قوسوں پر منقسم ہو وہی خط جو قطر دائرہ ہے جس کو قرآن شریف میں قاب قوسین سے تعبیر کیا ہے اور عام بول چال علم ہندسہ میں اس کو وتر قوسین کہتے ہیں وہ ذات مفیض اور مستفیض میں بطور برزخ واقع ہے کہ جو اپنے اخص کمال میں جو انتہائی درجہ کمالات کا ہے نقطہ مرکز دائرہ سے جو وتر قوس کا درمیانی نقطہ ہے مشابہت رکھتا ہے۔ یہ نقطہ تمام کمالات انسان کامل کا دل ہے۔ جو قوس الوہیت و عبودیت کی طرف بخطوط مساویہ نسبت رکھتا ہے اور اسی نقطہ ارفع نقطوں سے خطوط مجوعہ کا ہے جو محیط سے قطر دائرہ تک کھینچے جائیں اگرچہ وتر قوسین اور نسبت سے ایسے نقاط تالیف یافتہ ہیں جو درحقیقت کمالات روحانیہ صاحب وتر کے طور پر محسوسہ ہیں لیکن بجز ایک نقطہ مرکز کے ... جتنی قدر نقاط ہیں ان میں سے دوسرے انبیاء و رسل و ارباب صدق و صفا بھی شریک ہیں اور نقطہ مرکز اس کمال کی صورت ہے کہ جو صاحب وتر کو بہ نسبت جمیع دوسرے کمالات کے اعلیٰ و ارفع و اخص و ممتاز طور پر حاصل ہے جس میں حقیقی طور پر مخلوق میں سے کوئی دوسرا شریک نہیں ہاں اتباع و پیروی سے ظلی طور پر شریک ہو سکتا ہے اب جاننا چاہئے کہ دراصل اسی نقطہ وسطی کا نام حقیقت محمدیہ ہے جو اجمالی طور پر جمیع حقائق عالم کا منبع و اصل ہے۔"

ایک عجیب بات ضمنی طور پر عرض کر دوں کہ مذکورہ بالا اقتباس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقت محمدیہ کے بیان کے ساتھ ساتھ حقیقت مقام احمد علیہ السلام کا ذکر بھی ایسے اعلیٰ اور ارفع طور پر فرمایا کہ آپ کے اس درجہ عشق کی شان نہیں مل سکتی۔ چنانچہ آخری سطور ملاحظہ فرمائیں کہ (صاحب وتر کے بغیر ناقل) "جس میں حقیقی طور پر مخلوق میں سے کوئی اس کا شریک نہیں ہاں اتباع و پیروی سے ظلی طور پر شریک ہو سکتا ہے۔"

اب ظاہر ہے کہ ظلی طور پر یہ مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہے اللہ اللہ کیا عجیب تفسیر ہے جو ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کی بیان کی گئی ہے۔ چودہ سو سال میں تفاسیر نہایت لکھی گئیں مگر یہ لعل و جواہرات جو روحانی سمندر سے اس عاشق نے نکالے ہیں کسی بھی مفسر نے پیش نہیں کئے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ امر ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ کسی سے محبت اور عشق کا تعلق ... عاشق اور محب کی معرفت پر موقوف ہے جس قدر اس کی معرفت زیادہ ہوگی اور اس کے حسن و جمال پر اطلاع پائے گا اسی قدر وہ محبت اور عشق میں بڑھے گا یہ ایک وسیع مضمون ہے جس کی طرف قرآن کریم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ یعنی پیدائش انسان کی علت غائی معرفت الٰہی ہے اور دراصل سرچشمۂ نجات بھی معرفت ہی ہے۔ پس جب یہ امر مشاہدات سے ثابت ہے کہ عشق کامل معرفت کامل پر موقوف ہے تو ہم کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کامل پیروی کے نتیجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ فیض روحانی اور کامل نور حاصل ہوا کہ آپ اس فریق سے مستفیض اور اس نور سے منور ہو گئے اور آپ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی جدائی نہ رہی اور آپ کا وجود عشق رسول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ایسے کھو گیا جیسے ایک شاعر نے کہا

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

جس طرح لوہا آگ میں پڑ کر اس کے تمام اوصاف سے متصف ہو جاتا ہے اور اتصال تام کا حکم رکھتا ہے اسی طرح اگر عاشق صادق اس طور سے معشوق کے اوصاف سے متصف اور ... ہو جاتا ہے کہ دنیا کے لئے عاشق و معشوق میں فرق کرنا ممکن نہیں رہتا یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

مَنْ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْمُصْطَفٰی
فَمَا عَرَفَنِیْ وَمَا رَاٰی

اور پھر فرماتے ہیں:۔

خدا انگویمش از ترس حق مگر بخدا
خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

بالآخر یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر ختم کیا جاتا ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگا کہ آپ کا مقام احمد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام محمود کو روشن اور منور کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو؟ کہ وہ کیا تھا وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔"

(برکات الدعا)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم و اکمل اور اعلیٰ و ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

لعنت کی تاریکی جو شیطان کے ذریعہ سے دُنیا میں آئی ہے وہ مسیح موعود کے منارہ کے ذریعہ سے یعنی نور کے ذریعہ سے دُنیا سے مفقود ہو اور منارہ بیضاء کی طرح مسیحائی چمک اُٹھے اور اونچی ہو۔ خدا کے بعض جسمانی کام اپنے اندر روحانی اسرار رکھتے ہیں پس جیسا کہ توریت کی رُو سے صلیب پر چڑھنے والا لعنت سے حصہ لے گا اور یہ جو لکھا ہے کہ منارہ کے قریب مسیح کا نزول ہوگا اس کے معنوں میں یہ بات داخل ہے کہ اسی زمانہ میں جبکہ منارہ تیار ہو جائیگا مسیحی برکات کا زور و شور سے ظہور و بروز ہوگا اور اسی ظہور و بروز کو نزول کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔" (الحکم ۱۹۰۵ء ص ۹)

اسکے ساتھ ہی منارۃ المسیح کی عظمت و اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے جماعت کو تحریک فرمائی کہ

"یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی اور اس منارہ کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے اور جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لئے مدد کرینگے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز اُن کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور معہ سود واپس لیں گے۔ کاش اُن کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے ...... یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ دلوں کو کھولو۔ اور خدا کو راضی کرو۔ یہ روپیہ بہت سی برکتیں ساتھ لے کر پھر آپ کی طرف واپس آئے گا۔ اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا اور ختم کرتا ہوں۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۹ ص ۳۳-۳۹)

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

اقتباسات کا خلاصہ

ان بیانات سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:-

اوّل - خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ قادیان میں منارۃ المسیح بنے۔

دوم - منارۃ المسیح صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے لئے زبردست دلیل ہے۔

سوم - منارۃ المسیح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی یادگار ہے۔ **چہارم** - جس مقام پر منارۃ المسیح تعمیر ہوگا۔ وہ احیاء اسلام کا مرکز اور دین حنیف کے لئے فتح کا نمایاں میدان ہوگا۔ **پنجم** - مسیح موعود کی برکات کا انتشار منارۃ المسیح کی تکمیل پر موقوف ہے اور جس وقت یہ منارہ مکمل ہو جائے گا اس وقت مسیحی برکات کا زور و شور سے دُنیا میں ظہور ہوگا **ششم** - یہ منارہ حدیث نبوی صلعم کے انتشار کے مطابق ہوگا۔ جو تصویری زبان میں مسیح محمدی سے متعلق پیشگوئی لیظہرہ علی الدین کلہ کی طرف اشارہ کرے گا۔ **ہفتم** - سو ابتداء سے یہ مقدر ہے کہ حقیقت مسیحیہ کا نزول جو نور اور یقین کے رنگ میں دلوں کو پھیر دے گا۔ منارہ کی طیاری کے بعد ہوگا۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ ساتوں باتیں بالبداہت ثابت ہیں جن سے کوئی منصف مزاج ہرگز بھی انکار نہیں کر سکتا۔

غیر مبائعین اور غیر از جماعت احباب سے گذارش

اس ضمن میں پہلے تو غیر مبائعین کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کو درست اور صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو میں سمجھنا چاہتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا "منارۃ المسیح" کی تعمیر کی نسبت تصریحی کلمات و ارشادات کی موجودگی میں آپ لوگوں کا یہ پروپیگنڈا کرنا کہ "یہ منارہ حدیث نبوی صلعم کی توہین کا موجب ہے" کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کیا حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں آپ لوگوں کا یہ پروپیگنڈہ حضور کی منشاء کے خلاف صریحاً باغیانہ اقدام نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے ورنہ حضور کا یہ ارشاد کہ "یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی" کی موجودگی آپ اس قسم کی جسارت ہرگز ہرگز نہ کرتے۔ پس آپ لوگ ذرا اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھ کر اس امر پر غور کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اتباع کا جؤا اپنی گردنوں پر رکھنے اور احمدی کہلوانے کے باوجود آپ کو اس قسم کا پروپیگنڈہ ہرگز زیبا نہیں دیتا دوسرے نمبر پر غیر از جماعت دوستوں سے عرض ہے کہ آپ سے بھی یہ امر مخفی نہیں ہے کہ آپ کے جید علماء کرام نے متفق علیہ طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اسی بنا پر کفر کا فتویٰ دیا تھا کہ حضورؑ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ گو یہ فتوے دینے میں ہمارے نزدیک آپ کے علماء حق بجانب نہیں ہیں۔ کیونکہ اسلام میں جس نبوت کا دعویٰ مستلزم کفر ہو سکتا ہے اُس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ اجتناب فرمایا ہے۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی میں امتی نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ جو قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں کسی صورت میں بھی قابل اعتراض نہیں اور حضور کے اس دعویٰ کے ساتھ جماعت احمدیہ قادیان اپنی کثیر تعداد کے ساتھ منسلک ہے۔ پس لاہوری کہلانے والے چند احمدیوں کا حضور علیہ السلام کی نبوت سے انحراف کرنا مضحکہ خیز ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کا قادیان کے شعائر اللہ کا مذاق اُڑانا اور خصوصاً منارۃ المسیح کو حدیث نبوی کی توہین قرار دینا ان لوگوں کی خود ساختگی کی بین دلیل ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کے مرقومہ ارشادات سے عیاں ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس منارہ کو الٰہی تحریک پر محض اعلائے کلمۃ الحق کیلئے بنانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تا اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ظاہر ہو۔ نیز حضرت نبی اکرم صلعم کی پیشگوئی بھی پوری ہو۔

محض اسی غرض سے حضورؑ نے باوجود رکاوٹیں پیدا ہونے کے خدا تعالیٰ کے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے اپنی زندگی میں ہی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء بروز جمعہ اس منارہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ جبکہ اس وقت اکابرین لاہور بھی قادیان میں ہی تھے۔ اور باقاعدہ حضرت اقدس کے اس مبارک کام میں خلوص سے ہاتھ بٹا رہے تھے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی "حدیث نبوی کی توہین" کا واہمہ تک نہ ہوا۔ لیکن جب خود ہی قادیان سے بے تعلق ہو گئے۔ تو عداوت محمودیں ایسے اندھے ہوئے کہ قادیان کے دیگر شعائر اللہ کے ساتھ منارۃ المسیح کے بارہ میں بھی ایسی باتیں کہنے لگے جو ان کے اپنے ہی سابقہ عمل کے خلاف ہیں۔ بات بالکل سیدھی ہے ایسے غیر مبائع حضرات سے بجا طور پر دریافت کیا جا سکتا ہے اور یہی اس اجمال کی مختصر صورت حال ہے اب آپ لوگ ان غیر مبائع سے دریافت کریں کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۳ء میں آپکے بڑے اکابرین کی موجودگی میں اس منارۃ المسیح کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا۔ اور اس کے بعد بارہ سال تک قادیان ہی جماعت کے کلیدی عہدوں پر رہے اس عرصہ میں کسی کو اسکے خلاف لب کشائی کی جرات ۲۴ء۔ نہ ہوئی تو اب اعتراض کیا معنے رکھتے ہیں یہیں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع ہی سے تو انکار نہیں کیا جا رہا!! فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بقیہ صفحہ ۱۲

محتاج قرار پاتے ہیں ایسا حملہ ان کی ذات پر یہود کی طرف سے کیا گیا نا معلوم آپ نے یہود کے اس خیال باطل اور حملہ کو کیسے برداشت کر لیا۔

(د) نعوذ باللہ بلکہ جناب نے تورات کے اس بیان کو بھی قبول کر لیا کہ حضرت مسیح دیگر سب مخلوق کی طرح نعوذ باللہ موروثی طور پر ملعون اور گنہگار تھے اور منجی بننے کے قابل نہ تھے۔ موروثی طور پر گنہگار ہونے کی وجہ سے سزا کے مستحق تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"آدم سے اس نے کہا چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا اسلئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی"

(تورات پیدائش ۳ : ۱۷)

غرضیکہ تورات نے زمین اور مافیہا سب کو لعنتی ٹھہرایا ہے اور حضرت مسیح ابن آدم کی نسل ہونے کی وجہ سے بقول پادری صاحبان و بقول تورات نعوذ باللہ ملعون قرار پاتے ہیں پھر وہ اس مرکب موروثی لعنت اور صلیبی لعنت کے ہوتے ہوئے کس طرح پاک اور معصوم قرار پا سکتے ہیں۔ اور کیونکر ان کے وجود کے ذریعہ سے دنیا پر فضل ہو سکتا ہے کہ آپ تسلیم کر سکتے ہیں۔ یہ تو قرآن کریم کا ان پر احسان ہے کہ اس نے ان کو پاک نفس اور خدا کا نبی قرار دے کر اس لعنت سے نجات عطا فرمائی ہے۔ مگر آپ نے قرآن کریم کے اس احسان کو کیوں بھلا دیا۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین اس آیت کے ذریعہ قرآن کریم سے نہ صرف انکو پاکباز اور خدا کا نبی قرار دیا۔ بلکہ ان کو ہر قسم کے گندوں ولعنتوں وکاذب ہونے کے الزامات سے بری ٹھہرا کر نجات دی ہے جناب پادری صاحب آپ کو اپنے خیالات پر نظر ثانی کرکے قرآن کریم کے اس احسان عظیم کو جو اس نے مسیح پر کیا ہے صدق دلی سے قبول کر لینا چاہیئے کہ اس میں آپ کی بھلائی ہے۔ مسیح نے خود فرمایا تھا کہ جب روح حق آئے گا تو میرا جلال ظاہر کرے گا۔ (یوحنا) اسکے یہی معنے تھے کہ وہ ان کی صداقت ظاہر فرمائیگا۔ سو حضرت بانی اسلام نے آکر ان کا جلال ظاہر کرکے ان پر احسان عظیم کیا ہے۔

ہم جناب پادری صاحب کی خدمت میں پوری جرأت سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ للہ اب بھی غور فرمائیں کہ کس طرح حضرت بانی اسلام علیہ السلام نے آکر نہ صرف ساری دنیا کے انسانوں کو گناہوں کی اس موروثی لعنت سے نجات دی بلکہ اس نے تمام انبیاء کو بھی اس سے چھڑایا اور ان کی عصمت ثابت کی اور بائیبل کے منسوب کردہ الزامات و اتہامات سے ان کو بچایا اور پاک ٹھہرایا بالخصوص حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود کی طرف سے منسوب کی جانیوالی لعنت سے نجات دی جبکہ عیسائی بھائی بھی ابھی تک بھی بے خبری کی وجہ سے طور پر صاد کر چکے ہوئے تھے پس یہ انکے لئے ضروری ہے کہ وہ بھی حضرت مسیحؑ کی ذات منسوب کی جانیوالی اس لعنت سے توبہ کرکے قرآن [illegible]

منارة البیضاء دمشق اور منارة المسیح قادیان کی تعمیر

مسیح موعود حکم و عدل کا اپنا فیصلہ اور عمل

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب ثانی ڈسٹرکٹ ریکارڈ کیپر ڈی۔سی آفس ڈوڈہ (کشمیر)

چند ماہ سے ہندوستان میں چند گنتی کے نام نہاد غیر مبائع دوست وسوسہ اندازیوں کی غرض سے متنازعہ فیہ مسائل کی آڑ میں جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے رہتے ہیں۔ اگرچہ اپنی اس ناپسندیدہ روش سے وہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ البتہ غیر از جماعت دوستوں کو جماعت کے بارہ میں غلط فہمیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ قطع نظر دیگر اختلافی مسائل کے یہ لوگ قادیان شریف مینارة المسیح کے بارہ میں بھی یہ گمراہ کن پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک فرضی مینارہ بنا کر حضرت نبی اکرم صلعم کی دمشقی مینار والی حدیث سے مرزا صاحب کی نبوت کی غرض سے توجہ ہٹا دی ہے اور یہ حدیث کی صریح توہین ہے وغیرہ۔ اس لئے ذیل کی چند سطور میں منقولی اور معقولی دونوں طرح سے اس کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ان لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے۔

حدیث نبوی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ بعث اللّٰہ عیسیٰ ابن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق

(صحیح مسلم شریف مصری جلد ٢ صفحہ ٥١٥
(باب ذکر الدجال وصفتہ)

یعنی اللہ تعالےٰ عیسیٰ بن مریم کو مبعوث فرمائے گا اور آپ ایک سفید مینارہ کے پاس نزول فرمائیں گے۔ جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہوگا۔

چنانچہ اسلام کے عہد اول سے ہی یہ مینارہ بیضاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قائل نبوت سے ہے۔ اسی لئے یہ پیشگوئی پوری کرنے کے لئے ١٤٦ہجری میں بڑے اہتمام سے دمشق میں جامع اموی میں کئی لاکھ دینار کے صرف سے یہ مینار بنایا گیا۔ لیکن سن ٧٤٠ ہجری میں عیسائیوں نے جامع اموی کو آگ لگا دی اور مینار بھی تباہ ہو گیا۔ جس پر اس کی دوبارہ بنیاد رکھی گئی جو مؤرخوں کی تحقیق کی رو سے ٧٤١ء میں پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ ازاں بعد ٨٠٣ھ میں جب تیمور نے دمشق پر چڑھائی کی تو جامع مسجد میں پھر اچانک آگ بھڑک اٹھی تیمور نے آگ پر قابو پانے کی کوشش کی مگر اسے سراسر ناکامی ہوئی اور جامع مسجد اور مینار دونوں پوری طرح اس کی زد میں آکر جل گئے مورخ ابن خلدون اور صاحب "ظفرنامہ" جیسے نامور اسلامی مورخین نے بھی اس حادثہ کا ذکر کیا ہے۔ دمشق کے وقائع نگار محمد ادیب نے اس آتشزدگی کی بابت لکھا ہے کہ اس وقت جامع اموی کی پوری عمارت نذر آتش ہو گئی مصحفِ عثمانی کا نسخہ جو اس میں رکھا تھا وہ بھی اس کی نذر ہو گیا۔ علاوہ ازیں کتابوں کا تمام ذخیرہ ضائع ہو گیا۔ بالآخر دو برس بعد شام کے گورنر شیخ دمشکی نے ٨٠٥ھ (مطابق ١٤٠٢ عیسوی) میں اس کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ اب تیسری بار کی سعی و جدوجہد سے گو جامع اموی بھی تعمیر ہو گئی۔ اور منارہ عیسیٰ کے نام سے منارہ بھی قائم کر دیا گیا۔ یہ وہ تواریخی واقعات ہیں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نامور مورخ احمدیت مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے بعض اسلامی کتب و سیر مثلاً "منتخبات التاریخ الدمشق" مطبعة الحدیث دمشق ١٩٣٤ء البلدان ١٩٠٦ء۔ تمدن عرب، اسلامی انسائیکلو پیڈیا، بلاد فلسطین و شام جیسی نامی کتب کی روشنی میں ماخوذ کر کے منضبط فرماتے ہیں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد سوم از صفحہ ١٢٣ تا صفحہ ١٣٣)۔

الغرض زیر بحث حدیث نبوی کی روشنی میں مینارۂ دمشق کی تعمیر و سوختگی کے جملہ واقعات کتب و سیر کے مطابق مینارۂ دمشق الثانی تخلیق کا ہی مرہون منت ہے جو اس وقت کے فرمانرواؤں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی تعبیر کے طور پر تعمیر کیا تھا۔ کوئی خدا تعالےٰ کے فرشتے آسمان پر سے اس کی تعمیر کے لئے نازل نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی کوئی غیر مرئی قوم اس کی تعمیر کے لئے مامور ہوئی۔ بہر حال ان وقتوں کے برگزیدہ افراد نے اپنے فہم و ادراک کے مطابق حدیث نبوی کے ظاہری الفاظ کی پیروی میں ہی دمشق کو حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول گاہ ظہور خیال کر کے ایک مینارہ تعمیر کر دیا۔ یہ بات نہ تھی کہ خاص دمشق ہی میں ایسا منارہ تعمیر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بعض سرکردہ مفکرین اسلام نے بھی اس عام خیال کے برعکس اپنی رائے دی جیسا کہ نویں صدی کے مجدد حضرت امام جلال الدین صاحب سیوطیؒ جو مصر کے باشندہ اور تقریباً چار صد کتب کے مصنف تھے جن کا دعویٰ تھا کہ "انی المجدد" (میں مجدد ہوں) کا ذہن خود بخود اس طرف منتقل ہو گیا کہ

"مینارہ کا خاص دمشق میں ہونا ضروری نہیں اسے صرف دمشق سے مشرقی جانب ہونا چاہیئے خواہ کہیں ہو"۔
(حاشیہ ابن ماجہ مصری صفحہ ٢٦٥ ہجری مطبوعہ ١٣١٣ ہجری)

قادیان میں منارة المسیح کے لئے الٰہی تحریک

اسی تعبیر کے عین مطابق آج سے تقریباً ستر سال قبل قادیان کی مقدس بستی میں حضرت مسیح ظاہر ہوئے۔ آپ کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔ آپ ہی نے بالہام الٰہی موعود مسیح ہونے کا دعوےٰ فرمایا اور حدیث نبوی صلعم کے مطابق منصور و مقبول ہو کر "مسیح موعود" کے لقب اور منصب سے ممتاز ہوئے۔ چونکہ احادیث نبوی میں مسیح موعود کے ظہور کے ساتھ منارة البیضاء کا بھی ذکر ہے۔ اس لئے الٰہی تحریک پر مقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ٢٨ مئی سن ١٩٠٠ء کو بذریعہ اشتہار

"منارة المسیح"

کی تعمیر کے ارادہ کا اعلان فرمایا جس میں بڑی شرح و بسط سے لکھا کہ

(١) "حدیث نبوی کے مطابق ایک اونچا مینار بنانے کی تجویز کی گئی ہے جو مأذنہ کا کام دے گا۔ اس میں لالٹین اور گھنٹہ بھی نصب ہوگا۔ منارہ تقویری زبان میں مسیح محمدی سے متعلق پیشگوئی لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ کی طرف اشارہ کرے گا کہ جس طرح یہ مینار بلند ہے اسی طرح اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہنچ جائے گی۔ اور جس طرح ہر بلند ہونے والی آواز سب پر چھا جاتی ہے۔ اسی طرح دینِ اسلام سب دینوں پر غالب آ جائے گا۔ منارہ کی لالٹین اور گھنٹہ یہ حقیقت بتائیں گے کہ زمینی علوم کے ساتھ آسمانی روشنی کا زمانہ آ گیا اور دنیا کو اپنا وقت پہچاننا چاہیئے"۔
(تبلیغ رسالت جلد ٩ صفحہ ٢٣-٤٩)

(٢) خدا تعالےٰ کا ارادہ تھا کہ قادیان میں منارہ بنے۔ کیونکہ مسیح موعود کے نزول کی یہی جگہ ہے۔
(ایضاً صفحہ ٥٥)

(٣) مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسر نہیں آئیں"۔ (ایضاً صفحہ ٢٦)

(اس موقعہ پر غیر مبائعین حضرات لفظ "کسی اور نبی" پر غور فرمائیں۔ ناقل)

(٤) "اے دوستو! یہ منارہ اس لئے تیار کیا جاتا ہے کہ تا حدیث کے موافق ... مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار ہو"۔ (ایضاً صفحہ ٣٨)

(٥) "جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مُردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی روح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا۔ مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی۔ جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں"۔
(ایضاً صفحہ ٤٦ و ٤٧)

(٦) مسیح موعود کا حقیقی یعنی ہدایت اور برکات کی روشنی کا دنیا میں پھیلنا اسی پر موقوف ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو۔ یعنی منارہ تیار ہو۔ کیونکہ مسیح موعود کے لئے جو یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ وہ نازل ہوگا یہ اس بات کی طرف استعارہ ہے کہ بغیر وسیلہ انسانی اسباب کے آسمان سے ایک قوت نازل ہوگی جو دلوں کو حق کی طرف پھیرے گی اور مراد اس سے انتشار روحانیت اور بارش انوار و برکات ہے۔ سو ابتدا سے یہ مقدر ہے کہ حقیقت مسیحیہ کا نزول جو نور اور یقین کے رنگ میں دلوں کو خدا کی طرف پھیرے گا منارہ کی تکمیل کے بعد ہوگا۔ کہ وہ

منظوری قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل مجالس خدام الاحمدیہ کے انتخاب کی ۳۰ر اپریل ۱۹۷۲ء تک کے لئے منظوری دی جا چکی ہے یہ پہلی قسط ہے۔ بقیہ مجالس خدام الاحمدیہ بھارت قائد کا انتخاب کر کے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان سے منظوری حاصل کر لیں۔ جب تک دفتر مرکزیہ سے منظوری نہیں دی جاتی سابق عہدیداران حسب قواعد کام کرتے رہیں گے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

(۱)۔ سکندر آباد	محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب ایم ایس سی پی۔ ایچ۔ ڈی۔
(۲)۔ کالی کٹ	مکرم دی۔ پی۔ ممّو صاحب۔
(۳) ہُبلی	” عبد السلیم حکیم صاحب
(۴) کالابن	” عبد الحمید صاحب۔
(۵) سرینگر	” ڈاکٹر محمود احمد صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس۔
(۶) یاری پورہ	” میر عبد الرحمٰن صاحب۔

مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب ایم بی بی ایس سرینگر کو قائد علاقائی وادی کشمیر ۳۱ر دسمبر ۱۹۷۱ء تک نامزد کیا گیا ہے ؀

اخبار احمدیہ بقیہ صفحہ (۲)

۸ر امان۔ دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا طبیعت کل جیسی ہے۔

۹ر امان۔ آج حضور کی طبیعت دوپہر تک بہتر رہی۔ شام کے وقت ضُعفِ دماغ کی تکلیف ہوگئی۔

۱۰ر امان۔ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ بہتر رہی۔

احبابِ جماعت اپنے محبوب آقا کی صحتِ کاملہ و عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے بہت سوز اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفا بخشے اور خدمت و اشاعتِ دین کی بڑھ چڑھ کر توفیق دے آمین۔

قادیان ۱۵ر امان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ ؀

اعلانِ نکاح

مورخہ ۱۲ر امان ۱۳۵۰ ہش مطابق ۱۲ر مارچ ۱۹۷۱ء بروز جمعۃ المبارک محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ نے بعد نمازِ جمعہ برادرم مکرم مولوی انعام صاحب غوری فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کے نکاح کا اعلان عزیزہ بشریٰ طیبہ صاحبہ بنت استاذی المحترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان کے ساتھ بعوض گیارہ صد (-/۱۱۰۰) روپے حق مہر فرمایا۔

جملہ احبابِ جماعت و بزرگانِ سلسلہ دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعثِ برکت و رحمت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے آمین ؀

خاکسار: محمد کریم الدین شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

ہر قسم کے پرزے

پیٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ :- "Autocentre"

ٹیلیفون نمبرز
23 – 1652
23 – 5222

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ حضورؑ کی بعثت کیسے زمانہ میں ہوئی اس کے لئے ڈاکٹر علاؤ الدین عبد اللہ شلابی کی طرف سے سید قطب کی کتاب "سنگِ میل" سے نقل کردہ حوالہ ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے :۔

"ہم جس دَور سے گزر رہے ہیں وہ اگر تاریک تر اور بدتر نہیں تو زمانہ ماقبل از اسلام کی سی جاہلیت کا دَور ہے۔ ہمارے ارد گرد تمام چیزیں ایسی جاہلیت سے تعلق رکھتی ہیں یعنی تمام مختلف و متصادم نظریات، اعتقادات، رسوم، عادات، ثقافت، اور اس کے ماخذ، ادب، فنون۔ نظام۔ قوانین حتیٰ کہ جسے اسلامی ثقافت اور فکر کا نام دیا جاتا ہے وہ بھی جاہلیت کے متذکرہ زمرہ میں ہی آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسلامی اقدار کو مکمل طور پر سمجھ نہیں پاتے اور اسی سبب سے اسلامی تصور و نظریہ ہمارے ذہنوں میں صاف نہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر ایسی نسل وجود میں نہیں آرہی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کیسے سے کردار کی حامل و مالک ہو" (بحوالہ نوائے وقت لاہور ۲۰-۵-۷۱)

آگے چل کر مضمون نگار نے لکھا کہ :۔

"پیش کردہ تصویر اگر درست ہے تو یہ سوال اُبھرنا ایک قدرتی بات ہے کہ آخر اس دگرگوں حالت کو کس طرح تبدیل کیا اور بہتر بنایا جائے"

بیشک اس قسم کے اہم سوالات کے وقت مفکرین نے اپنے اپنے زاویہ نگاہ پیش کئے ہیں۔ مگر سوال کا اصل حل وہی ہے جسے اس زمانہ کے مصلح اور خدا کے مسیح اور امام مہدی نے واضح کیا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام نے اس امر کو واشگاف لفظوں میں پیش کیا کہ دنیا میں روحانی انقلاب خدا تعالیٰ کے رُوحانی فرستادہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اور اگر دیگر امتوں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے حالات دگرگوں ہیں۔ اور قبل از اسلام جیسا جاہلیت کا دَور آچکا ہے تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ انّا نحن نزّلنا الذّکر و انّا لہ لحافظون کا وعدہ پورا کرتا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :۔

"غرض جس پہلو سے دیکھو اسلام کمزور ہوگیا ہے وہ اسلام جس میں ایک بھی مرتد ہو جاتا تو قیامت آجاتی اس میں تیس لاکھ مرتد ہو چکا ہے۔ کیا ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ انّا نحن نزّلنا الذّکر و انّا لہ لحافظون پورا نہ ہوتا؟ اگر اب اسلام کی خبر نہ لی جاتی تو پھر اور کونسا وقت آنے والا تھا۔

پس از آنکہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد!

کیا خدا تعالیٰ اس وقت نصرت کرے گا جب یہ نام مٹ جائے گا۔ ایک طرف حدیث میں یہ وعدہ کہ ہر صدی پر مجدّد آئے گا۔ مگر اس وقت جو عین ضرورت کا وقت ہے کوئی مجدّد نہ آئے۔ تعجب ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو" (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۷ صفحہ ۲۴۱)

اب اس خدائی سُنّت کو سُن کر خواہ معاندین غیظ و غضب کا اظہار کریں تو جس طرح ان کے طور طریق اپنے پیش رو منکرین کے عین مطابق ہیں اسی طرح اس زمانہ کے مصلح کا قدم بھی انہیں صلحاء اور اتقیاء کے قدم پر ہے جو پہلے گزر چکے۔

بایں ہمہ خدا کا شکر ہے ایک خاصی تعداد نے وقت کی نزاکت کو پہچانا اور امام مہدی اور مسیح موعود کی شناخت کی سعادت پائی۔ اور اس کی برگزیدہ جماعت میں شامل ہو کر اسلام کی خدمت و اشاعت میں اپنے تن من دھن سے اس رنگ میں مشغول ہیں کہ اسلام کے صدرِ اوّل کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ آج جماعتِ احمدیہ کا کردار دنیا کے سامنے ہے۔ احمدیوں کی لگاتار قربانیاں اور دین کا عملی نمونہ ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ لاکھوں افراد کے اندر نیک تبدیلی اُسی مقدس وجود کی قوتِ قدسی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کے پورا ہونے کا نتیجہ ہے۔ خدائے قدوس نے اس مظفر کو ہر میدان میں فائز المرام فرمایا۔ مخالفین کی شدید مخالفت کسی طرح کا نقصان پہنچانے کی بجائے اس شجرِ طیبہ کی نشو و نما اور اس کی تر و تازگی کے لئے کھاد بنی۔ اسلام کے اس بطلِ جلیل نے جس طرف رُخ کیا فتح و ظفر نے اس کے قدم چومے۔ اور جس قوم کو اس نے مخاطب کیا سعید روحیں اس کی طرف لبیک کہتے ہوئے دوڑیں۔ اس برگزیدہ جماعت کی ٹھوس دینی خدمات اور تدریجی ترقی مخالفین کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہیں۔ اور ایک عظیم روحانی مصلح کے نزول کے لئے وقت کی پکار ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ اس لئے مبارک ہے وہ جو ان حقیقتوں پر عقل کی آنکھ سے غور کرتا اور اپنے دل کو اس تبدیلی کے لئے تیار کر لیتا ہے جس کی ہر حقیقت پسند کو ضرورت ہے

ونعم ما قال المسیح الموعود ؑ

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

REGD. No. P. 67 PHONE NO. 35

The Weekly Badr Qadian

MASIH-I-MAUD NUMBER

میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ہی نہیں

بلکہ

مسلمانوں، ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اِصلاح منظور ہے

کلماتِ طیبات حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

"آخیر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اِصلاح کیلئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی مَیں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہُوں۔ اور مَیں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ مَیں اُن گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہوگئی ہے جیسا کہ مسیح ابنِ مریم کے رنگ میں ہُوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ رُوحانی حقیقت کے رو سے مَیں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔ اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تُو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سُن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے۔ لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر مَیں رہ نہیں سکتا۔ اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو مَیں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے در حقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے رُوح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا در حقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پُورا ہو۔ مجھے منجملہ اَور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہُوا تھا کہ ہے کرشن رودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔ سو مَیں کرشن سے محبت کرتا ہوں۔ کیونکہ مَیں اس کا مظہر ہوں اور اس جگہ ایک اور راز درمیان میں ہے کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنے والا۔ اور غریبوں کی دلجوئی کرنے والا۔ اور اُن کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں۔ پس گویا رُوحانیت کے رُو سے کرشن اور مسیح موعود ایک ہی ہیں۔ صرف قومی اصطلاح میں تغائر ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳ - ۳۴)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۸ ؍ مارچ ۱۹۷۱ء رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷